لا اله الا الله — قال الله تبارک و تعالیٰ — وبالنجم هم یهتدون — محمد رسول الله

رسالہ النجم لکھنؤ

نمبر ۷ | ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ | فہرست مضامین | ۲۶ مارچ ۱۹۱۳ء | جلد ۵

باہتمام محمد عبدالشکور مدیر النجم

مطبع عمدۃ المطابع واقع ... ابن حسین ... طبع گردید

دفتر النجم محلہ ... لکھنؤ

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینے کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاء اللہ شائع ہوا کریگا۔

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۳۲ صفحہ کا ہوگا اور عند الضرورۃ اس سے زیادہ بھی ہوسکیگا۔

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	سے
شش ماہی	ع
سہ ماہی	عہ

ممالک غیر سے صرف بقدر زیادتی محصول ڈاک اضافہ کرلیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہر حال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو اصحاب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت مین محرم سے اُسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین۔

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چاہین ایک سال کے لیے اپنے نام رسالہ جاری کرالین چاہے ۳ روپیہ قیمت کی کتاب دفتر النجم سے لیلین۔

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب دو روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہے مسلمانون کے عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلاح اور اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہین

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جائے اس ذیل مین انشاء اللہ تعالی بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان دین کے اور بہت سے مفید و موثر نصائح و حالات ہدیۂ ناظرین ہونگے۔

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خاص مذہبی ضروری مسائل سے متعلق ہو۔

(۳) غیر مذہب کے اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ چیدہ چیدہ اسلامی خبرونکا بھی ہوگا خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جائینگی۔

(۵) ہر سال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاء اللہ تعالی بیشتر و اکثر سلف صالحین مین سے کسی کی مستند و مفید تصنیف کا ترجمہ ہوگی

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
نصف کالم	سے	شلے	للعہ	للعہ
ایک کالم	عہ	للعہ	عہ	للعہ
پورا صفحہ	لعہ	عسہ	صہ	للعہ

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ اجرت ضمیمہ فیصدی ۸ بشرطیکہ قواعد ڈاکخانہ کے خلاف نہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً مصلیاً مسلماً

"النجم لکھنؤ"

۷- ربیع الثانی پنجشنبہ سنہ ۱۳۳۰ھ

جب سے النجم رسالہ کی صورت مین آیا جسکے لیے احباب دینی کی ایک جماعت مُصر تھی - اس وقت سے النجم کی اشاعت کو بہ نسبت سابق کے ترقی کرنا چاہیے تھا مگر افسوس ہی کہ بیان بجاے ترقی کے تنزل ہی تنزل ہی جسکی کیفیت ویلیون کی واپسی اور وصولی کی فہرست سے معلوم ہوسکتی ہی یہ مین جانتا ہون کہ انشاءاللہ تعالی یہ حالت قائم نہ رہیگی اور جس قدر تعداد قدیم خریدارون کی گھٹ گئی ہے اُسی قدر جدید خریدارون سے پوری ہو جائیگی مگر یہ ظاہر ہی کہ ہر رسالہ یا اخبار کی اشاعت اسکے خریدارون ہی کے ذریعہ سے بڑھتی ہی پس کیا خریداران النجم اس طرف توجہ نہ کرین گے اور کیا وہ اپنے اس مذہبی صحیفے کو اسی تنزل کی حالت مین دیکھتے رہین گے -

حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ زمانہ فتنہ مین دین کی خدمت کا بڑا ثواب ہی اور اتنا بڑا ثواب ہی کہ ہجرت کے برابر" آج کل کے زمانے سے زیادہ فتنے کا زمانہ کیا ہوگا کہ ہر طرف سے الحاد و بے دینی کا زور ہی - علم دین مفقود ہوتا جاتا ہی - علمای سابقین دنیا سے رخصت ہو رہے ہین اور نئی نسلین علم دین کی طرف بالکل ملتفت نہین - وہ زمانہ قریب آ رہا ہی کہ علم دین بالکل معدوم ہو جائے انما یذھب العلم بذھاب العلماء - علما کے تشریف لیجانے سے علم دین مفقود ہو جائیگا - پس جو لوگ اس فتنہ کے زمانے مین علم دین کے باقی رکھنے کی کوشش کرین انہین کے لیے اجر بےحساب ہی -

علم دین کی اشاعت کی چند صورتین ہین - اول درس دینا - دوسرے وعظ کہنا - تیسرے تصنیف و تالیف کرنا - کیا اس مین کچھ شک ہو سکتا ہی کہ النجم اس تیسری قسم کی خدمت کو انجام دے رہا ہی اور اسی خدمت کی انجام دہی اسکا مقصد اصلی ہی - پس جو لوگ النجم کی ہمدردی و اعانت مین کوشش کرین وہ درحقیقت علم دین کی خدمت کرنیوالے ہین -

نوٹ :- ہدورقائق کا مضمون شائع نہوسکا آیندہ پرچہ مین انشاءاللہ درج ہوگا - سیرۃ نبوی کا بقیہ بھی آیندہ پرچے مین پورا ہو جائیگا -

فہرست وصولی وواپسی ویلو

النجم کے سالانہ چندے کی وصولی واپسی کی یہ چوتھی فہرست ہے۔ پہلی تین فہرستون میں (۲۸۹) نام وصولی کے اور (۲۷۵) نام واپسی کے شائع ہو چکے ہین۔ اس مرتبہ (۸) نام وصولی کے اور (۲۲) واپسی کے شائع کیے جاتے ہین۔

کل میزان وصولی کی (۲۹۷) ہوئی اور واپسی کی (۲۹۷)۔

فہرست وصولی:۔ (۱) جناب مظہر الحق صاحب مونگیر (۲) جناب سید عبد الوہاب صاحب دکن (۳) جناب محمود الحق صاحب آرہ (۴) جناب فخر الدین صاحب دکن (۵) جناب اکرام الہی صاحب اودھ (۶) جناب محمد عباس صاحب بستی (۷) جناب عبد الکریم صاحب رنگون (۸) جناب فضل اللہ صاحب سندھ

فہرست واپسی:۔ (۱) محمد صدیق صاحب عدن (۲) محمد قاسم صاحب دربھنگہ (۳) احمد بدھو صاحب برھما (۴) سید احمد صاحب اعظم گڑھ (۵) غلام محمد صاحب کشمیر (۶) نظام الدین صاحب مالوہ (۷) وہاج الدین صاحب بجنور (۸) وصی الدین صاحب دربھنگہ (۹) غفار خان صاحب کشمیر (۱۰) صلاح الدین صاحب احمد نگر (۱۱) محمد منظور صاحب بارہ بنکی (۱۲) شاہ محمد صاحب اعظم گڑھ (۱۳) دوست محمد صاحب برھما (۱۴) زنگاریڈی صاحب دکن (۱۵) احمد حسین صاحب بھوپال (۱۶) سجاد علی صاحب ریوان (۱۷) علی میر صاحب کشمیر (۱۸) عبد المجید صاحب دربھنگہ (۱۹) ابو الحسن صاحب کشمیر (۲۰) حبیب اللہ صاحب کانپور (۲۱) تہور علی صاحب لکھنو (۲۲) غلام محی الدین صاحب گیا

بقیہ مضمون

تنقید لوائح لیلیہ

(سلسلہ کے لیے دیکھیے النجم ۱۴ ربیع الاول صفحہ ۱۶)

سوء ادب یا کچھ خرابی ہی تو اسکا الزام حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نہین ہوسکتا۔

مگر نظر دقیق سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہی کہ دراصل وافقنی ربی ہی ہونا چاہیے کیونکہ موافقت اُسی کی جانب سے ہوسکتی ہی جسکو دوسرے کے فعل یا ضمیر کا علم ہو۔ اور یہ ظاہر ہی کہ جناب فاروق اعظم کو اللہ تعالی کے فعل کا علم نہین ہوسکتا تھا ہان اللہ تعالی کو ہر چیز کا علم ہی لہذا موافقت کا فعل حق سبحانہ سے صادر ہوسکتا ہی نہ حضرت فاروق سے یہی وجہ ہی کہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین اُن روایات کی شرح مین (جنمین وافقت ربی وارد ہوا ہی) وافقت کے تحت مین لکھا ہی ای وافقنی ربی

"موافقت کی نسبت حق سبحانہ کی طرف سوء ادب ہی" یہ محض ایک وہمی اور اختراعی مضمون مؤلف کا ہی۔ موافقت چھوٹے کی طرف سے بڑے کی ساتھ بھی ہوتی ہی اور بڑے کی طرف سے چھوٹے کے ساتھ اور مساوی کی طرف سے مساوی کے ساتھ بھی ہوتی ہی۔ ہان اگر مؤلف صاحب یہ بات ثابت کردین کہ موافقت ہمیشہ چھوٹے ہی کی طرف سے ہوسکتی ہی تو البتہ یہ لفظ سوء ادب پر محمول ہوسکے گا۔

تیسرا اعتراض یہ ہی کہ حضرت عمر کا اگر یہ قول اتفاقاً تھا تو اُنکی کوئی فضیلت اس سے ثابت نہین ہوسکتی اور اگر بطور ارادہ کے تھا تو اعجاز قرآنی مین قدح ہوجائیگی۔

جواب اسکا یہ ہی کہ یہ محض لغویات ہی "اتفاق" سے اگر بغیر ارادہ مراد ہی تو ہم تسلیم کرتے ہین مگر اس فضیلت کا عدم ثبوت ممنوع ہے۔ فضیلت کیلیے کچھ ضروری نہین کہ امور ارادیہ واختیاریہ ہی سے ثابت ہو ورنہ حضرت علی کا کعبہ مین پیدا ہونا فضیلت نہ رہیگا۔ نیز بہت سے فضائل اہل فضائل کے فضول ہوجائین گے۔

اسی قسم کے مزخرف اعتراضات پر صاحب لوائح لیلیہ کو ناز ہے۔

مؤلف لوائح لیلیہ کو واضح رہے کہ اپنی فلسفہ دانی پر اُنکو ناز بیجا ہی۔ بڑے بڑے فلسفی طوسی وحلی وغیرہ بھی باطل کو حق اور حق کو باطل بنا نہ سکے تو وہ کیا کرسکتے ہین۔ حق کو باطل اور باطل کو حق بنانا کسی کے امکان مین نہین ہی

فقط

راقم - مدیر النجم

مرزائی صاحبان

لکھنو کی انجمن مرزائیہ کی تحریک پر مین نے مرزائی صاحبان سے مناظرہ منظور کیا اور مبحث بھی طی ہو گیا وہ یہ کہ مرزا صاحب نے اپنی نسبت کیا دعوی کیا اور اس دعوے پر کیا دلائل انھون نے پیش کیے ؟

مولوی کبیر الدین احمد سکرٹری انجمن مرزائیہ لکھنو میرے مقابل مین مناظرہ کے لیے تیار ہوے۔ مین نے اسکو بھی منظور کر لیا مگر باین شرط کہ فریقین کی بحث بے کم و کاست بدر و النجم دونون مین چھپے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب بدر نے اسکو کسی طرح منظور نہ فرمایا۔ حد ہو گئی کہ انکو یہان تک لکھا گیا کہ چھپائی وغیرہ کے مصارف دفتر النجم سے دیے جائینگے۔ پھر بھی انکی ہمت نہ ہوئی

اس قدر اصرار صرف اس لیے کیا گیا کہ اس مناظرہ سے فریقین خصوصاً مرزائی صاحبان کے حق مین بہت نفع متصور تھا۔ بہت سے لوگ محض اپنی سادہ لوحی سے دھوکہ مین آ گئے ہین اور مرزائی گروہ کی حالت اور اُنکے عقائد کی حقیت کو جانچے بغیر دام مین پھنس گئے ہین اسمین شک نہین کہ اس بحث سے ایسے لوگونکو بڑا فائدہ ہوتا ایڈیٹر صاحب بدر کا اس بحث کے چھاپنے سے گریز فرمانا خود بتا رہا ہی کہ اصل بات کیا ہی۔

اب تک قادیان سے تو کوئی جواب نہین ملا مگر مولوی کبیر الدین صاحب نے ایک خط مین مجھے لکھا ہی کہ آپ سے مناظرہ کرنے کا حکم ہو گیا ہی اور میر قاسم علی صاحب دہلوی آپ کے مقابل مین تجویز ہو گئے۔

کچھ رمز سمجھ مین نہین آتی کہ آخر اب تک مجھے کوئی اطلاع کیون نہ دیگئی۔ خیر۔ بہر کیف مجھے بسر و چشم منظور رہے اور مجھے اس سے بحث نہین کسے باشد اظہار حق سے کام ہی اور بس۔

دیکھئے اب میر قاسم علی صاحب کی بحث کو ایڈیٹر صاحب بدر چھاپنا منظور کرتے ہین یا نہین۔

والسلام علے من اتبع الھدے

راقم۔ ناچیز۔ مدیر النجم

اطلاع گزشتہ سال کے اوراق اسد الغابہ و مناظرہ کی تکمیل کیلیے قدیم خریداران النجم کے خطوط آتے ہین انکو اطمینان رکھنا چاہیے کہ یہ اوراق انشاءاللہ ضرور کامل کیے جاوینگے اور بغیر قیمت ہدیتاً اُنکی خدمت مین پہونچین گے مگر چونکہ اوراق زیادہ ہین اسلیے انکی تیاری اس قدر جلد نا ممکن ہی لہذا یہ تجویز ہوا ہی کہ اخیر سال پر بھی اوراق سالانہ چندہ وصول کرنے کے لیے بذریعہ ویلو بھیجے جائین۔

مین کیون سنی ہوگیا

جناب محمد ضامن صاحب ساکن موضع مہسند ڈاکخانہ ٹکیٹ گنج-ضلع بارہ بنکی جو قدیم خریدار النجم کے ہین- تحریر فرماتے ہین-

اِس جگہ ایک موضع متی ہی اور وہان بھی رافضی چند دنون سے شاہان لکھنؤ کے دسترخوان سے سناگیا فیضیاب ہوے اور اپنا اصلی مذہب اہل سنت وجماعت چھوڑکر ابن سبا کے پیرو ہوے- تیس چالیس برس قبل اس قدر رافضیت کا شور تبرّہ کا زور نہ تھا- آپس مین بیاہ شادی ہوتی تھی- چنانچہ میرے ایک پھوپھی حقیقی میر نوروز علی ولد حیدر علی کو منسوب تھین ان سے ایک پسر شہزاد حسین صاحب موجود ہین خداوند کریم انکی عمر دراز کرے اور جناب کو جزاے خیر دے کہ آپ کے مناظرہ نے وہ اثر ڈالا کہ الحمدللہ والمنہ- وہ کیا- کتنے ایک راہ راست پر آگئے-

میرے برادر میر شہزاد حسین صاحب سلمہ محض النجم کے دیکھنے سے راہ راست پر آئے اور الحمدللہ کہ اپنے آبائی مذہب رفض سے بیزار ہوکر عالیجناب حافظ شاہ سراج الیقین صاحب [illegible] کے ہاتھ پر تائب ہوگئے-

میر شہزاد حسین صاحب کے سُنّی ہوجانے کے وجوہ اگر مفصل شائع ہون تو امید ہی کہ دوسرونکو بھی ہدایت ہو- اس لیے کچھ گزارش کرتا ہون- آپ عبارت مین مناسب اصلاح فرماکر صحیفۂ النجم مین درج فرماوین"

میر شہزاد حسین صاحب النجم دیکھکر کیون سُنّی ہوے

(ا) النجم مین انھون نے دیکھا کہ شیعہ مولویون اور مجتہدون کو بار بار اعلان دیا گیا- غیرت دلائی گئی- کہ گھر مین بیٹھکر زمین کو آسمان- دن کو رات لکھنے سے کیا فائدہ؟ بالمشافہہ مناظرہ کرلیجیے- مگر کسی شیعہ مولوی نے ہمت نہ کی-

بعض اوقات کسی شیعہ نے جھوٹی ہمت ظاہر کی جیسے مقبول احمد دہلوی نے اپنی مجلسون مین برملا کہا کہ جس سنی کا جی چاہے مجھ سے مناظرہ کرلے" اسی طرح ایڈیٹر شیعہ نے بڑی مستعدی دکھائی تھی کہ ایڈیٹر صاحب النجم کچھوچھہ تشریف لاکر ایڈیٹر سے مناظرہ کرین" مگر جب عالیجناب مدیر النجم

مستعد ہوئے، تو وہ صاحب فرار کر گئے - اسی طرح کے بہت سے واقعات پیش آئے - گوٹہ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد سندھ کا واقعہ - ستی ضلع کانپور کا واقعہ -

غرض ان واقعات سے مجھے معلوم ہو گیا کہ شیعہ مذہب کے مولوی مجتہد خود بھی اپنے مذہب کے باطل ہونے سے کما حقہٗ واقف ہین اور مذہب اہل سنت کے برحق ہونیکا یقین کامل رکھتے ہین - ورنہ کوئی وجہ نہین کہ بالمشافہہ مناظرہ سے اسقدر بھاگین -

نقض امن کا حیلہ ہرگز دل نشین نہین ہو سکتا بالمشافہہ مناظرہ مین آج تک نقض امن کہین نہین ہوا - مناظرہ بالمشافہہ مین نقض امن کا اندیشہ کرین اور تعزیہ داری، تبرہ بازی، جسمین برابر نقض امن ہوتا رہتا ہے - ترک نہ کرین - بلکہ ہر سال اسمین کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے رہین - کچھ کم حیرت کی بات نہین

ف علمای شیعہ کا بالمشافہہ مناظرہ سے فرار دیکھکر اب مین نے یہ بھی منظور کر لیا کہ اچھا تحریری مناظرہ ہو - مگر شرط یہ ہے کہ جو صاحب مناظرہ کرین وہ اپنی اور میری دونون تحریرین کسی شیعہ رسالہ مین (خواہ وہ اصلاح ہو یا شیعہ) چھپوائین - اور مین بھی طرفین کی تحریرین النجم مین چھاپ دونگا

اِس اعلان کو بھی دیے ہوے بہت دن ہو گئے مگر کوئی شیعہ اب تحریری مناظرہ پر بھی مستعد نہین ہوتا - فی الحقیقت یہ بات بالکل حق ہے کہ علمای شیعہ اپنے مذہب کے بطلان اور مذہب اہل سنت کی حقیت کا یقین کامل رکھتے ہین - مگر احبار یہود کی طرح قبول حق سے منحرف ہین - (مدیر النجم)

(۲) النجم مین بار بار اعلان دیا گیا کہ حضرات شیعہ محبت اہلبیت کا بہت کچھ دعوی کرتے ہین اور اپنے کو اہل بیت کا پیرو کہتے ہین - مگر کوئی شیعہ نہین بتا سکتا کہ اہل بیت رسول کون لوگ ہین -

اس اعلان پر بھی آج تک کسی شیعہ نے اہل بیت رسول کو نہ بتایا - مقبول احمد صاحب نے ایک رسالہ اس باب مین لکھا - مگر اُنھون نے بجای اہلبیت رسول کے اہل بیت خدا کی تحقیق شروع کر دی - بات کیا تھی، اور جواب کیا دیا - معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ فی التحقیقت اہل بیت رسول کو نہین جانتے نہ بتا سکتے ہین -

ف ابھی اسی ہفتہ مین نواب محمد حسن خانصاحب رئیس بلہرہ کے مکان واقع قیصر باغ - لکھنؤ مین ایک شیعہ مولوی صاحب الہ آباد کے سند یافتہ تشریف لائے تھے اور نواب صاحب سے اُن سے کچھ گفتگو ہوئی

نواب صاحب نے جناب مولوی عبدالحکیم صاحب کو بلا بھیجا - شیعہ مولوی صاحب اسوقت نواب صاحب سے فرما رہے تھے کہ آپ جو کہتے ہین کہ مذہب شیعہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہی - پھر آپ اسکو قبول کیون نہین کرتے؟

جناب مولوی عبدالحکیم صاحب نے اُنسے کہا کہ اسکا جواب مین عرض کرتا ہون مجھے بھی مذہب شیعہ بہت پسند ہی - نماز کی پابندی اس مین نہین - کئی کئی وقت کی ایک ساتھ ملا کر پڑھ لی - خواہشات نفسانی کو پورا کرنیکے لیے کسی قسم کی رکاوٹ نہین - زنا کا نام ونشان نہین بلکہ زنا کا نام متعہ ہی - جسکے کرنے مین ثواب ملتا ہی - مگر صرف ایک بات مانع ہی - ورنہ مین مین شیعہ ہو جاتا "

شیعہ مولوی صاحب نے بہت مشتاق ہو کر پوچھا کہ ہان جناب! وہ کیا بات ہی؟

مولوی عبدالحکیم صاحب نے فرمایا "وہ بات یہ ہی کہ مین شیعہ مذہب مین آنیکے بعد یہ نہ بتا سکونگا کہ اہل بیت رسول کون لوگ ہین - میرے خیال مین اس سے بڑھکر ذلت و رسوائی اور کیا ہو گی؟ کہ آدمی اپنے مقتداؤنکو نہ بتا سکے - یہ ذلت و رسوائی مجھے گوارا نہ ہوگی - اگر آپ مجھے اہل بیت رسول کے نام کسی دلیل کے ساتھ بتادین تو مین اسی وقت بے تامل شیعہ ہوتا ہون "

اسکو سنکر شیعہ مولوی صاحب نے ایسا سکوت کیا کہ گویا انکے منہ مین زبان ہی نہ تھی (مدیر النجم)

(۴۳) النجم مین بار بار اعلان دیا گیا کہ شیعہ حضرات کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہی نہ ہو سکتا ہی - سال گذشتہ مین لکھنؤ مین اتفاقاً مناظرہ بھی ہو گیا - اسمین بھی عالیجناب مدیر النجم نے بصراحت یہ دعوی فرمایا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ناممکن و محال ہی - مگر کسی شیعہ کی ہمت نہ ہوئی کہ اُن سے اس دعوی کا ثبوت طلب کرتا - ثبوت طلب کرنا چہ معنی - جو ثبوت انھون نے بغیر طلب پیش فرمایا اسکی تردید کی بھی ہمت نہ ہوئی - اور شیعہ مناظر صاحب روپوش ہو کر گھر مین بیٹھ رہے اور ہر طرف سے اُن بیچارے پر لعنت ملامت ہونے لگی کہ تم نے مناظرہ کیون کیا - ایڈیٹر اصلاح نے اُن کو طالب علم کہکر اپنا پیچھا چھڑایا

پس مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ جس مذہب کے لوگ خود اپنے مذہب کی حقیت کا یقین نہ رکھتے ہون اور اپنے مقتداؤن کے نام بھی نہ بتا سکین قرآن پر ایمان نہ رکھتے ہون اُس مذہب مین نہ رہنا چاہیے ہر چند تعلقات خاندانی بہت مانع ہے مگر خدا کی مدد ہوئی اور رب العزت کا شکر ہی کہ مین بھی زمرہ اہل حق مین داخل ہو گیا -

ان موت العالم بالله موت العالم

انسوس ہندوستان اب خالی ہوتا جاتا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان مین ایسے ایسے جید علما موجود تھے جنکی ذات مرجع عرب و عجم تھی اور ایک یہ زمانہ ہے کہ علمای ربانیین کی موت فی الحقیقت ایک عالم کی موت ہے۔ اور سب سے زیادہ رنج کی بات یہ ہے کہ جو عالم جاتا ہے وہ اپنا نظیر نہین چھوڑ جاتا۔ بڑے بڑے باکمال اُٹھتے جاتے ہین اور اپنی اولاد یا تلامذہ مین کیسکو ایسا نہین چھوڑ جاتے جو انکی جانشینی کر سکے ابھی ہفتہ گزشتہ مین مولنا سید احمد حسن صاحب امروہی جو ہندوستان کے مشاہیر علما مین تھے صرف دو دن مرض ذات الجنب مین مبتلا رہ کر راہی جنت ہوے۔ انا لله وانا الیه راجعون۔

الله تعالی جناب مرحوم کو غریق مغفرت فرمائے۔ مولنا محمد قاسم صاحب رحمۃ الله علیہ کی یادگار تھے۔

یہ بھی ایک حسن اتفاق کی بات ہے کہ مولوی حافظ احمد صاحب فرزند مولنا محمد قاسم صاحب کو میرٹھ مین انکی خبر علالت معلوم ہوئی اور وہ وقت اخیر امروہہ پہونچ گئے۔ نماز جنازہ اُنھون نے پڑھائی اور خاص مدرسہ اسلامیہ امروہہ مین جو مرحوم ہی کا قائم کیا ہوا تھا مدفون کیا۔ تمام قصبہ امروہہ مین اُس روز ایک کہرام تھا۔ اور قصبہ امروہہ کیا معنی دور دور تک اس خبر سے کہرام ہو گا۔

مولنا مرحوم مین علم و کمال کے ساتھ خلق و وتواضع بھی بدرجۂ غایت تھا۔ اسمین شک نہین کہ امروہہ کا مدرسۂ اسلامیہ یتیم ہو گیا۔

مولنا مرحوم کی ذات سے بہت سی خدمات اسلامیہ ظہور مین آئین اور بہت لوگون کو فیض پہونچا۔ بہت سے لوگان سے پڑھکر فارغ التحصیل ہوے۔

النجم کے ساتھ بھی آپکو خاص محبت تھی جلسۂ دیوبند مین کئی مرتبہ اسکا ذکر فرمایا۔ مزاج مین توسط خوب تھا افراط و تفریط سے بالکل علحدہ رہتے تھے جیسا اہل انصاف کو ہونا چاہئے۔ کل شئ ہالک الا وجہہ

مولنا نے ایک فرزند چھوڑا جنکا نام سید محمد ہے۔ حفظ قرآن سے فارغ ہو چکے ہین۔ اب علوم عربیہ کی تحصیل مین مصروف ہین۔ الله تعالے انکو صبر جمیل عطا فرمائے اور انکے والد ماجد رحمہ الله کی جانشینی کے لیے جلد سے جلد سزاوار کر دے آمین ثم آمین۔

مضمون ذیل جناب حاجی حافظ محمد احسن صاحب کی طبع وقاد کا نتیجہ ہے۔

یہ مضمون انکا پہلے اور کسی رسالہ مین بھی چھپ چکا ہے مگر اِن کو جو محبت النجم کے ساتھ ہے وہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ پھر اسکو النجم مین چھپوائین۔ ناچیز مدیر اپنی راے آخر مین ظاہر کرے گا۔

ولادت مسیح علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک عجیب بات ہی کہ دنیا کے تمام مذاہب مین بعض ایسی روایات موجود و مشہور ہین جو بظاہر قانون قدرت و اسباب عادیہ کے خلاف معلوم ہوتے ہین اور کسی طرح عقل اُنکی تائید نہین کرتی مگر اس سے زیادہ تعجب کے قابل یہ امر ہی کہ باوجود ادعائے معقولیت وانکشاف حقائق وہمہ دانی عموماً پیروان مذہب ایسی روایات کے صرف بر بنائے النقل زور وشور سے معتقد اور ایسے معتقدات کو اسرار قدرت مانکر اُسمین چون وچرا کرنا موجب کفر سمجھتے ہین۔ طرہ یہ کہ گو خود ایسے اعتقادات رکھتے ہون لیکن جب کبھی دوسرے مذہب والے سے مقابلہ آپڑتا ہی تو اُس کے ایسے معتقدات پر طعن وتشنیع کرنے سے نہین چوکتے۔ نصف صدی اُدہر تک دنیا خصوصاً ایشیا مین عقائد مذہبی کی اتنی وقعت کیجاتی تھی کہ آدمی ظاہری مسائل مین اسباب وعلل کا دریافت کرنا مذہب کے ساتھ گستاخی تصور کرتے تھے۔ مگر اب وہ زمانہ آیا ہی کہ لوگ ذات باری پر بھی حملہ کرنے سے نہین چوکتے۔ جیون جیون (نام نہاد) تہذیب بڑہتی جاتی ہی مذہب کی وقعت کم ہوتی جاتی ہی اور یہ کہنا بیجا نہوگا کہ موجودہ دور مین مذہب کا اقرار کرنا کوئی معمولی بات نہین۔ گو اس مین شک نہین کہ واقفیت مذہبی روز بروز محدود ہوتی جاتی ہی۔ مگر جب سے تجربہ ومشاہدہ کا دل بالا ہوا ہی مذہبی اُصول کو لوگ اسی معیار سے پرکھنا چاہتے ہین اور یہ خیال تو شاید کسی کو بھولے سے بھی نہ آتا ہوگا کہ ہماری معلومات کی وسعت کہان تک ہی یا یہ کہ جن تجربات پر ہم اُچھل کود رہے ہین چاہے وہ ہماری نگاہ مین پہاڑ ہی کیون نہ دکھائی دین لیکن دراصل اُنکی حقیقت رائی سے زیادہ نہین وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اگر مذہب کوئی عجیب وغریب بابرکت چیز ہی کہ ایسے ایسے حوادث کا مقابلہ کرنے کو تیار رہتا ہی چند منٹ تک ہم اختلاف مذاہب اور اُنکی تنقید وجرح کو نظر انداز کرکے دیکھین تو صاف نظر آئے گا کہ ہر مدعی مذہب مذاق زمانہ

مطابق اصول سائنس سے اپنے مذہب کی حقانیت اور اُسکے برکات وفیض کی اہمیت ثابت کرنیکی کوشش مین مصروف ہی اور تمام ملل کے پیرو اس معرکہ آرائی مین یکسان سرگرم ہین اور واقعی اب وہ زمانہ نہین رہا کہ کسی بات کو جہان تک اُسپر بحث ومباحثہ ممکن ہی چھان بنان کے بغیر کوئی متنفس تسلیم کرے یا معترض کو محض کافر کہدینے سے نجات ہوجائے بلکہ اسی عالمگیر ہوا کے جھونکون نے اُن لوگون کو سخت پریشانی مین مبتلا کر رکھا ہی جنھون نے مختلف مذاہب کے انتخاب وتالیف سے اپنے اصول وعقائد قایم کئے ہین اور ذاتی رائے سے نجات اخروی کے اسباب وذرائع معین کر کے اپنی مشن کو کامیاب منوانے کے خبط مین سرگردان ہین الم تر انہم فی کل واد یہیمون وانہم یقولون ما لا یفعلون ہم مسلمانون مین ایمان بالغیب کا مسئلہ مشہور ومعروف ہی۔ ہماری مقدس کتاب کے ابتدا ہی مین ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب کے الفاظ سے ایمان بالغیب کی ثنا وصفت کی گئی ہی غالب نے اپنے ایک شعر مین اسی عقیدے کو بڑی خوبی وخوش اسلوبی سے لکھا ہی۔ وہ لکھتے ہین ؎

شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب
اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من است

مسلمانون کے عقائد مین بہت سی باتین ایسی ہین جو عام مشاہدہ وتجربہ کی مغائر معلوم ہوتی ہین۔ اور گو جیسا ہم نے اوپر لکھا ہی قریب قریب تمام مذاہب مین ویسی ہی روایات موجود ہین اور بالخصوص اہل کتاب (عیسائی ویہودی) ایسے معتقدات مین ہم سے قطعاً متحد ہین مگر جب نام اسلام کا درمیان مین آیا طعن وتشنیع کی بوچھار شروع ہوجاتی ہی اور اسلام کی آنکھ کا تنکا دیکھتے وقت انھین اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہین آتا۔

خوبی قسمت سے انبیائے سلف کی نبوت کو بالفاظ لا نفرق بین احد من رسلہ تسلیم کر لینے سے مسلمانون کو ابنائے زمانہ کے مقابل صدہا اعتراض کا جواب دہ قرار دے رکھا ہی اور باوجودیکہ بموجب روایت قرآنی اسلام کے ذمہ کوئی جواب دہی نہین آتی مگر حکایات اہل کتاب جو مسلمانون مین بوجہ اقرب العقیدہ ہونے کے بطور احکام دین مشہور ومخلوط ہو گئی ہین اور جن کو آج بلا تنقیح صحیح وسقیم کے مسلمانون کے سر تھوپا جاتا ہی۔ انھون نے ہمارے دامن کو مدعی کے

...ن مین پھنسا رکھا ہی اور عوام مین اُن وصعص
...یات کی وبا ایسی پھیلی ہوئی ہی کہ تسکین خصم کے
...باب تلاش کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہین آتا

ہم نہایت زور اور صدق دل کیساتھ کہتے
...ن کہ مذہب اسلام مین خدا نے انوار حقانیت
...ن ایسی جدید و لازوال قوت مکنون فرمائی ہی کہ وہ
...سی زمانہ مین اور کسی قسم کی معارضات کا جواب
...ینے سے عاجز نہین رہا اور گو ایک خدا کے ماننے
...والے آدمی کا ہر چیز کی نسبت خدا کی قدرت پر
...حول کر دینا مناسب جواب ہی کیونکہ جب وہ
...جود باری تعالی کا قائل ہی اور اُس پاک ذات کو
...یہ اوصاف قدرت و حکمت سے موصوف مانتا ہی
...تو اُسکے نزدیک کوئی بات دائرہ قدرت الٰہی سے
خارج نہین ہوسکتی تاہم یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہین کہ
مخالف و موافق ہر شخص کی تسکین کر دینے کیواسطے
اسلام مین کافی سے زیادہ طاقت موجود ہی اور
اُس کا تحریری و خدائی قانون یعنے قرآن مجید
مسلمانون کی حفاظت و صیانت کیواسطے حصن
حصین سے کم نہین - ذرا سا غور و تدبر کرنیسے
مخالفین کے تمام اعتراضات کی قلعی قرآن مجید
ہی کھولدیتا ہی اور مسلمانون کی طرف سے سینہ
سپر ہونے کو موجود رہتا ہی و لقد یسرنا القرآن
للذکر فهل من مدکر

عرصہ ہوا ہمارے ایک محترم مقدس اور روشن
خیال عالم نے اثنائے گفتگو مین فرمایا تھا کہ جیون
جیون سائنس اور مشاہدہ و تجربہ کو ترقی ہوگی اسلام
کی حقانیت کے لوگ خود بخود معترف ہوتے جائینگے
اور قرآن مجید مین تدبر کرنے والون کی نگاہ مین
اُن معارف و حقائق کو مقتضیات زمانہ کے مطابق
ثابت کر دینگے جو بظاہر علوم جدیدہ کے بالکل خلاف
نظر آتے ہین ہمنے جب کبھی غور کیا ہی اس مقولہ کو
حرف بحرف صحیح پایا ہی اکابر علماء کی جن تصانیف کے
مطالعہ سے ہم کو شرف اندوز سعادت ہونے کا
موقع ملا ہی انکے مضامین سے یہ صاف اور صریح
طور پر آشکارا ہی کہ ہمارے مقدس مذہب کے
استدلالات نے معترضین کے ہفوات کا بخوبی
قلع قمع اور مذہب و سائنس کے اختلاف کے
وہم کو ہباءً منثورہ کر دیا ہی و الحمد للہ علی ذلک

منجملہ اُن اسلامی عقائد کے جن پر مخالفین کو
اعتراض ہی ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے
باپ کے تسلیم کرنا ہی ہم لوگ اس مسئلہ مین ہمدا...
اقرار الوہیت حضرت عیسیٰ و تثلیث کے عیسائیون سے

بالکل متفق ہین۔ یہودیونے تو اس مقدس مولود کی
پیدائش کے وقت ہی اعتراض کیا تھا کہ ولادت
مشکوک ہے۔ کہین دنیا مین کوئی بے باپ کے بھی پیدا
ہوا ہے اور زیادہ تر اسی شکوک نے حضرت عیسیٰ کی
مشن کو آپکے سامنے کامیاب نہونے دیا مگر وہ
زمانہ معجزات اور خوارق عادات ماننے والون کا
تھا۔ اس وجہ سے بالآخر معتقدات مذہبی کا خیال
لوگون پر غالب آیا۔ اور ایک حد تک دنیا نے آپکی
ولادت کو معجزہ مان کر نبوت کا اقرار کیا لیکن مخالفین
کے اعتراضات سے محفوظ رہنے کے خیال سے
اُسمین ایسے ایسے پُر اسرار شرائط و عقائد اضافہ کئے
گئے کہ جنکی پیچیدہ بھول بھلیون مین بھٹکتے پھرنے
کے سوا شاہراہ ہدایت ملنا دشوار ہے۔ اور اسی کا
نتیجہ یہ ہے کہ آج ماہران علوم جدیدہ و سائنس کا ایک
بڑا گروہ یہود کی ہم زبانی مین عیسوی مذہب کے
تقدس مآب پیشوا کی عظمت و جلالت کو یقین کرنے
سے منکر ہے اور مذاہب مین بھی مافوق العادت
اور مافوق الفطرت ولادتین ہوئی ہین جسمین
مذہب ہنود کے روایات سے تو بہت زائد ولادتین
ایسی پائی جاتی ہین۔ مگر اُس پر کوئی رد و قدح
نہین کیجاتی بخلاف اسکے مسلمانون پر حضرت مسیح کی
ولادت بے پدر مان لینے سے اس زور و شور سے
نکتہ چینی کیجاتی ہے کہ عیسائیون سے بھی اس
غلو کے ساتھ جواب طلب نہین ہوتا۔

مینے اکثر اس بارے مین غور کیا ہے کہ حضرت
آدم کی پیدائش پر کیون اس شدت سے اعتراض
نہین کیا جاتا جیسا کہ حضرت مسیح کی ولادت پر
کیا جاتا ہے۔ لیکن جہان تک میرے ذہن مین
آتا ہے سوائے اسکے اور کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی
کہ پیدائش آدم علیہ السلام کے متعلق مسئلہ ارتقا
و ترقی نوعی پر قیاسی طبع آزمائیان کر کے لوگ
کسی قدر مطمئن ہو گئے ہین اور حضرت مسیح کی پیدائش
ایسے زمانہ مین ہوئی جب دنیا مین صرف زناشوئی
کے تعلقات ہی اسباب پیدائش قرار پا سکتے
تھے۔ لہذا خلاف قانون قدرت اور مشاہدات
روزمرہ بے باپ کے پیدا ہونا عقل سلیم کے
نزدیک مشکوک اور باور کرنے کے قابل نہین
اسلامی قانون یعنی قرآن مجید و لن تجد لسنۃ اللہ
تبدیلا۔ (خدا کے قانون قدرت کو بدلا ہوا
نہ پاؤ گے) ایک ایسا کلیہ بیان کیا گیا ہے کہ جسکی
تائید کرتے ہوئے بعض مسلمان بھی اس شک
مین پڑ گئے کہ حضرت عیسیٰ کی ولادت بے باپ کے

کیونکر ہو سکتی ہی چنانچہ انھون نے محض اسی اعتراض کے دفع کرنے کیلئے یہ تسلیم کر لیا کہ حضرت مریم کی شادی یوسف نجار سے ہوئی تھی اور جناب مسیح دراصل یوسف کے بیٹے ہین۔ اور جن لوگون نے بوجہ عقیدہ مشہور ہونیکے علی الاعلان اختلاف نہین کیا وہ یا تو دل مین مشکوک رہے یا قدرت خدا کے حوالہ کر کے جان چھوڑائی مگر جب ہمارا دعوی ہی کہ اسلام عین فطرۃ کے مطابق ہی تو خلاف عقیدہ مشہور کوئی بات فرض کر لینے یا حوالہ بخدا کر دینے سے تشفی نہین ہو سکتی۔

حاشا للہ مجھکو یہ دعوی نہین کہ مجھے الہام ہوتا ہی یا مین مؤید من اللہ یا ولی کامل یا عارف باللہ کہ اسرار حقائق مجھپر منکشف ہوتے ہون۔ بلکہ بخلاف اسکے ایک بدنصیب اور بداعمال آدمی ہون کہ اگر خدا اپنی صفت ستاری کو کام فرما کر عیب پوشی نکرے تو تمام عالم مین رسوائی ہو لیکن باین ہمہ ایک کلمہ گو مسلمان ضرور ہون اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ اور بہ حیثیت ایک مسلمان کے ولادت مسیح علیہ السلام کے متعلق سائنس والونکے اعتراضات دفع کرنے کیواسطے جو مراتب میرے ذہن مین آئے ہین اُنکو حوالہ قلم کرتا ہون اور یقین رکھتا ہون کہ یہ تاویلات صحیح ہونگے اور نہ صرف میرے ہم مذہب مسلمان بھائی ہی اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھینگے بلکہ گرجا نشین راہب و پادری بھی دلی شوق سے لبیک کہینگے اور مخالفین و مجادلین اس مضمون کو پڑھنے کے بعد بیجا موشگافیون سے باز آوینگے وباللہ التوفیق۔

مسیح علیہ السلام کی ولادت کا راز فلسفیانہ طور پر اُسوقت تک نہین کھولا جا سکتا جبتک کہ ہم توالد و تناسل کے مسئلہ کی پوری طور سے چھان بین نکرین۔ یونتو روزمرہ پیدائش و مرگ کے واقعات دنیا مین پیش آتے رہتے ہین مگر دیکھنا یہ ہی کہ پیدائش ہوتی کیونکر ہی۔ ظاہر حال جسطرح دیگر حیوانات مین نر و مادہ کا جوڑہ لگنے سے بچہ پیدا ہوتا ہی اسیطرح انسان مین بھی مرد و عورت کی صحبت و مقاربت سے اولاد پیدا ہونے کا قاعدہ ہی۔ البتہ بعض حیوانات از قسم حشرات الارض ایسے ہین جو وقت مقررہ پر پیدا ہوتے ہین۔ اور بعد مدت معینہ کے فنا ہو کر پیوند خاک ہو جاتے ہین جنمین سے بعض تو بارش کیساتھ پھر نکل پڑتے ہین جیسے کینچوا وبیر بہوٹی وغیرہ۔ اور بعض کی یہ کیفیت ہوتی ہی کہ وہ مدت حیات پوری

کر کے مردہ و خشک ہو جاتے ہین اور ایک زمانہ معینہ پر انکے جسد بے جان مین پھر نشو و نما ہوتا ہی جیسے بھٹر کو جاڑون مین بالکل خشک ہو جاتے دیکھا گیا ہی - اور گرمیون مین اُسی جسد مین ایک حالت نمو کی پیدا ہو جاتی ہی - اس نوع سے ترقی کر کے پرندون کے حالات دیکھو تو علاوہ اسکے کہ نر و مادہ یکجا ہو کر انڈہ دیتے و بچہ نکالتے ہین بعض اقسام پرند بلا نر کے بھی انڈہ دیتے ہین جیسے مرغ خانگی کے خاکی انڈے - گو ان انڈون سے بچے نکالنے مین پوری کامیابی نہین ہوتی مگر انڈے ضرور ہوتے ہین - اور بظاہر کوئی فرق نر سے جوڑ ملگے ہوئے انڈون اور خاکی انڈون مین نہین ہوتا - گو یہ معلوم ہونیکے بعد کہ خاکی انڈے سے بچہ نہین نکلتا تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ نوع حیوانی کی نسل بڑہانے کیواسطے نر و مادہ کی یکجائی ضرور ہی لیکن ساتھ ہی مرغ کی تمثیل سے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ بعض حیوانوں کے مادہ نسل مین یہ قوت ہوتی ہی کہ اس سے نر و مادہ دونون کے مجموعی افعال و آثار ظاہر ہوتے ہین - گو وہ ایک حد تک نا مکمل ہی کیون نہون اور یہ امر منجملہ عجائبات قدرت کے ہی -

مفرح القلوب مین حکیم ارزانی صاحب لکھتے ہین کہ بعض نفوس (اناث) کے مادۂ تولید مین قوت فاعلہ و منفعلہ دونون ہوتی ہین یہ ایک ایسا مقولہ ہی جس پر جرح کرنیکا حق ہمکو نہین پہونچتا - کیونکہ جب طبیب حاذق نے لکھا ہی تو کسی دلیل کی بنا پر لکھا ہوگا لیکن چونکہ حکیم صاحب نے کوئی تفصیل اسکی نہین بیان کی لہذا اسپر یہ اعتراض ہو سکتا ہی کہ حضرت مریم علیہا السلام کی عصمت ثابت کرنے اور جناب مسیح کے بے باپ پیدا ہونے پر اعتراض نہ وارد کئے جانے کیواسطے یہ کلیہ بطور پیش بندی لکھدیا ہی خصوصا جب تشریح اجسام کی کتابین اور تجربات طبی دیکھنے کے بعد یہ واضح ہوتا ہی کہ مرد و عورت دونون کے مادۂ تولید مین بڑا فرق ہوتا ہی عورت کے مادۂ تولید مین تھیلیان ہوتی ہین - اور مرد کے مادہ مین لمبے کیڑے ہوتے ہین جو وقت مجامعت اُن تھیلیون مین چلے جاتے ہین اور اسی کا نام نطفہ قرار پاتا ہی - تو قیاس کسی طرح قبول نہین کرتا کہ ایک ہی مقام مین اور ایک ہی قسم کی نالیون اور رگون اور ایک ہی مادے مین دو مختلف الصورت و مختلف الکیف آثار پیدا ہون - کیونکہ تمثیلاً ہم نباتات کے متعلق مشاہدات پر غور

گرین تو کبھی ایک تخم سے دو قسم کے پھل پیدا ہوتے نہ دیکھے جاوینگے جس ذرہ ارضی مین ایک گھاس کی جڑ لگی اُسی ورصرف اُسی ذرہ سے بغیر علیحدگی اُس گھاس کے دوسرے نباتات اُگ ہی نہین سکتے تب کیونکر مانا جاسکتا ہی کہ ایک ہی عورت کے رحم مین اور ایک ہی مقام پر دوہری قوت والا مادہ موجود رہتا۔ اور اُس سے اولاد پیدا ہو سکتی ہی جبکہ دو جدا جدا قسم کے مادہ کے یکجائی کے بغیر حمل نہین رہ سکتا۔ ہمنے مناظرہ کی کتابون مین ولادت مسیح کے متعلق خلاف نیچر ہونے کا جو جواب دیکھا ہی وہ بھی قریب قریب بالکل یہی ہی جو حکیم ارزانی صاحب نے لکھا ہی کہ یہ امر خدا کی قدرت سے بعید نہین کہ کسی عورت کے مادہ مین دونون قوتین پیدا کر دے جس سے حمل قرار پا جائے۔ اور اسی جواب نے ہم کو پریشان کر کے اس حکمت الٰہیہ کا پتہ لگانے پر مجبور کیا کیونکہ ایک ہی مادہ مین دونون قوتین ہو نہین سکتین اور دو مختلف قسم کے مادون کا ایک ہی مقام پر بلا کسی خاص کیفیت کے پیدا ہونا ممکن نہین اور مرغ کے خاکی انڈون سے مسکت خصم استدلال اسوجہ سے نہین ہو سکتا کہ چڑیون مین ایک

ذخیرہ انڈون کا پہلے ہی سے موجود رہتا ہی۔ گویا صانع حقیقی جب ان کو مادہ بناتا ہی تو بجائے مواد ولادت کے ایک ذخیرہ تخم کا اُس مین پیدا کر دیتا ہی جو عمر کے ساتھ ترقی پا کر ایک وقت مین اس قابل ہو جاتا ہی کہ افزائش نسل مین معین ہو۔ اور نر کی صحبت سے اُس مین بچہ نکلنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہی۔ اور اس کے اگر ہم ایسا ہی مادہ کسی انسان مین ہونا مان لین تو بھی مثل ایسے معجزات کے ہوگا جن کو ہم اسباب قوانین قدرت کے مطابق ثابت کر کے خصم کی تسکین نہین کر سکتے۔ گو اس تمثیل سے اعتراض دور کرنے مین ہم کو بہت بڑی مدد ملتی ہی کیونکہ صدہا رموز قدرت کے محض بربنائے تمثیلات عقل کے نزدیک قابل قبول ہین۔ خواہ اُنکی تشریح کیجا سکے یا نہین۔ علم تشریح کا استقرار کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ انسانی مشین کا اصل ڈرائیور دماغ ہی تمام حرکات وسکنات وارادت پر اسی کی حکومت ہی بقراط کا مقولہ ہی کہ مادہ تولید دماغ سے پیدا ہو کر کان کے پیچھے کی رگون مین ہو کر حرام مغز کے ذریعہ سے گردہ مین ہوتا ہوا خارج مین پہونچتا ہی۔ ڈاکٹری اصول مین بھی یہی بکثر

قرار پاتا ہی۔ مگر عورت و مرد کے مخارج و مواضع استلذاذ مین فرق ہی۔ اسی وجہ سے عورت کے اعصاب سینہ کی طرف مائل ہوکر مخارج تک پہونچتے ہین اور مرد کی کمر کیجانب سے۔ قدرت نے عورت و مرد کے ان رگونکی بناوٹ مین جسطرح مرکزی فرق رکھا ہی اُسی طرح اُن کے افعال و خواص مین بھی فرق ہی اور باوجود اشتراک کیفیت لذت بہیمہ کے دونونکی حالت لذت جداگانہ ہوتی ہی۔ ایک مین مادہ پہونچانے کی قوت ہی ایک مین جذب کرنے کی۔ ایک کے مادہ مین صعود و قرار پانے کی قوت ہی اور ایک کے مادہ مین روک رکھنے کی۔ خلاصہ یہ کہ جس قسم کے اعضا جس غرض سے عطا ہوئے ہین اُن سے ویسا ہی فعل سرزد ہوتا ہی کسی ایک عضو کا فعل دوسرا عضو انجام نہین دیسکتا جسطرح آنکھ سے سُن اور کان سے دیکھ نہین سکتے۔

یہ بات معلوم ہوجانیکے بعد کہ عورت و مرد کے بعض اعضا کی ساخت اور اُنکے افعال و خواص مین اختلاف ہوتا ہی تشریح ابدان مین مستثنیات کا پہلو غور باقی رہتا ہی کیونکہ جسطرح ہم ہی نوع انسان مین مرد و عورت کی کامل و مکمل صورتین دیکھتے چلے

آتے ہین ویسے ہی کبھی کبھی انمین بعض ایسے افراد بھی ملتے ہین جنکی ظاہری و اندرونی ساخت جسمی مین عام آدمیون سے بہت بڑا فرق ہوتا ہی جس کو ناقص یا عجیب الخلقت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین اور گو ان کا انکی تعداد شمار کرنیکے قابل نہین ہوتی لیکن اگر خاص اہتمام سے اعداد یکجا کیے جائین تو ایسے آدمیونکی گنتی ہزارون لاکھون تک پہونچ سکتی ہی۔ بونا اور چھ سات اُنگلی والا آدمی تو اکثر دیکھا جاتا ہی ایسے آدمی بھی دیکھے گئے ہین جنکے انگوٹھا یا اور کوئی انگلی نہین ہی۔ ہاتھون پیرون کے جوڑ گھوے ہوئے اور ناقابل استعمال بھی دیکھے گئے ہین۔ بعض عجائب خانون مین دو سر کے لڑکونکی نعشین رکھی ہوئی پائی گئین البتہ بعض خلقی نقص و عیوب ایسے ہین جن سے انسان کسی کام کا نہین رہتا اور بعض ایسے ہین جو چندان مخل و ہارج کار دنیاوی مین نہین ہیں
ایسے ناقص یا عجیب الخلقت لوگون سے قطع نظر کیجئے تو ایک خاص قسم اس نوع کی وہ نظر آئیگی جسکے جسم ظاہری مین تو کوئی نقص نہین ہوتا۔ مگر اعضائے تناسل ناقص ہوتے ہین اور ایسا نقص رکھنے والی نوع مین باعتبار حالت کئی قسمین ہوتی ہین ایک قسم ایسے آدمیونکی جو خواجہ سرا ہین جو وقت

پیدائش صحیح وسالم مرد کی شکل مین پیدا ہوتے ہین
مگر انکی علامت مردی سوائے پیشاب نکالنے
کے افزائیش نسل کا کام دینے کے قابل نہین ہوتی
یہ عجیب بات ہی کہ سارا جسم تو سن کیساتھ بڑھتا
اور نمو پاتا ہی۔ مگر ایک خاص عضو مین نہ تو نمو ہوتا ہی
نہ اُسکے اعصاب اس قابل ہوتے ہین کہ رجولیت
کا مادہ اُسکے ذریعہ سے خارج ہوسکے اسی طرح
بعض عورتون مین اندام نہانی ناقص اور ناقابل
صحبت ہوتا ہی وہ بھی پیشاب خارج کرنے کے
سوا دوسرا کام نہین دیسکتا ایسے نقص کی نسبت
اسکے سوا کیا کہا جاسکتا ہی کہ کسی خاص عصب
مین قوت فعلیہ ناقص رہ جانے سے تکمیل نہین
ہوتی منجملہ ایسے ہی نقصانون کے ایک نقص پاخانے
کا راستہ نہونے کا ہی کہ بعض عورت یا مرد کے احشا کا
رخ مجرائے بول کیطرف ہوتا ہی اور پیشاب کے مقام
سے پاخانہ خارج ہوتا ہی۔ گو کبھی کبھی بعض ہوشیار
ڈاکٹرون نے فن جراحی کا کمال دکھا کر اس نقص کا
علاج کرنے مین کامیابی بھی حاصل کرلی ہی۔

اسی طرح ایک قسم اس نوع کی خنثی ہی۔
جسمین مردانہ ونسوانی دونون علامتین ہوتی ہین۔
ان مین سے بعض مین مردی کی علامت غالب
ہوتی ہی۔ اور بعض مین عورت کی۔ اور خال
خال ایسے بھی دیکھے گئے ہین جنکے دونون
علامتون مین قوت فعل موجود ہو۔ جیسا کہ مولانا
عبدالحلیم مرحوم فرنگی محلی نے سراجی کے حاشیہ
پر ایک ایسے مشہور شخص کا حوالہ دیا ہی اور کتب فقہ
مین خنثائے مشکل کے بیان مین ایسے آدمیون کے
وجود کی تصریح کی گئی ہی۔ بہرکیف ہر دو علامات
اور منجملہ انکے ایک قوی اور ایک ضعیف رکھنے
والون کا وجود مسلم اور کبھی کبھی مشاہدہ مین آیا ہی
سُنا تو یہ بھی گیا ہی کہ بعض ایسے ہوتے ہین کہ اُن کی
ایک علامت کسی زمانۂ سن تک ظاہر وغالب
رہتی ہی اسکے بعد دوسری غالب آجاتی ہی۔
لیکن اسکا زیادہ کھوج لگانا کچھ ضرور نہین۔ البتہ
اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ خداوند کریم بطور
عجیب الخلقت ونادرہ روزگار بعض آدمیونکی
ترکیب جسمی ایسی بھی رکھتا ہی جسکے اعصاب و
عضلات مین کسی مرکز سے دوہرا نمو ہوتا ہی
اور بجائے ایک جانب کارفرما ہونے کے
دماغ کو دو طرف کام کرنا اور ایسے افعال وآثار
صادر کرنا پڑتے ہین جو باہم اضداد یا مشاہدہ روزمرہ
کے خلاف ہوتے ہین چنانچہ مئی سنہ ۱۹۰۵ء مین ہم

بہرائچ گئے تھے۔ یہ زمانہ سید سالار مسعود غازیؒ کے میلہ کا تھا۔ وہان ایک عجیب الخلقت لڑکا ضلع ہردوئی کے کسی پاسی کا بطور نمایش کے لایا گیا تھا۔ اسکے تین پیر تھے دو صحیح و سالم تھے۔ اور تیسرا پیر جو درمیان دونون پیر کے تھا کمزور تھا۔ اس بچہ کے داہنے و بائین جانب دونون علامتین زنانہ و مردانہ تھین اور دونون سے وہ پیشاب کرتا تھا۔ یہ تماشا ہزارون آدمیون نے دیکھا اور ابھی کل کی بات ہی اگر ہم مندرجہ بالا شہادت کے خلاف چند منٹ کیواسطے یہ بھی فرض کر لین کہ باوجود خنثی ہونے کے ایک ہی آدمی سے کسی حالت مین بھی دونون علامات کے افعال سرزد نہین ہو سکتے تو بھی یہ بالضرور اور مجبوراً ماننا پڑیگا کہ جب عجیب الخلقت لوگون مین دو علامات رکھنے والے آدمی کا وجود پایا جاتا ہی۔ اور بغیر اندرونی رگون اور اعصاب و عضلات کے سلسلہ کے ظاہر جسم پر کوئی عضو خاص پیدا نہین ہو سکتا تو لازمی طور پر یہ تسلیم کرنے سے چارہ نہین کہ ایک ہی جسم کے بعض اعصاب بجائے ایک کے دو شاخ ہو کر ایک صدر اور دوسرا پشت کیطرف جا سکتا ہی۔ بلکہ جاتا ہی اور اپنی انتہا پر اپنی علامت اپنا اثر اور اپنا فعل ظاہر کرتا ہی۔ سوائے اسکے کہ کسی صدمہ ظاہری سے وہ ناقص ہو جائے۔ یا اندرونی خلقی نقص سے موضع انتہا پر نہ پہونچے جیسے بعض آدمیون مین احشار کا رخ پیشابگاہ کیطرف مڑ جاتا ہی۔

خلقت انسانی کے نقائص و عجائبات کے متعلق تقریر متذکرہ بالا و تشریح اجسام کی طبی شہادت پیش نظر رکھنے کے بعد قطعی اور لازمی طور سے ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہین کہ آدمی کے دماغ سے نکلنے والی وہ رگین جو مادہ تولید پیدا کرنے کے واسطے کان اسکے پیچھے ہو کر حرام مغز مین ہوتی ہوئی عورت و مرد کے جداجدا جسمی مرکزون مین پہونچتی ہین۔ اُنمین کبھی بجائے ایک کے دو شاخین نکل آتی ہین جنمین سے ایک مین نسوانی اور ایک مین مردانہ مادہ پیدا ہوتا ہی کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ان دونون شاخون کے منتہا پر جو علامت مردانہ یا زنانہ ہوتی ہی اُنمین یہ رگین اپنی اپنی قسم کا مادہ پہونچاتی ہین۔ اور یا یہ ہوتا ہی کہ ایک شاخ کا فعل دوسری پر غالب آجاتا ہی اسلیے جسطرح سے بعض ناقص الخلقت لوگون مین احشاء کا منہ پیشابگاہ کیطرف ہو جاتا ہی۔ اسیطرح یہ بھی ممکن اور قابل وثوق و تسلیم ہی کہ مادہ تولید کی دونون شاخین رکھنے والی

رگونکی ایک شاخ تو اپنے منتہاے مخرج پر پہونچے
اور دوسری کسی وجہ سے بجاے منتہاے مخرج
اور حسب حال علامت ظاہری پر پہونچکر ختم
ہونے کے درمیان سے دوسری شاخ کیطرف
رجوع ہو جائے وماذلک علی اللہ بعزیز۔
ہم اوپر اس عام قاعدہ کو لکھ چکے ہین
کہ عورت و مرد کی یکجائی و مقاربت سے حمل
قرار پاتا ہی اور ساخت جسمانی کے متعلق آنکی
تفصیل لکھ دینے سے ذکور وانات کے بعض
اعضا کے افعال و خصوصیات تاثیری بھی معلوم
ہو گئے۔ اور عرف عام مین بھی یہ ہر شخص کو معلوم
ہی کہ کس عضو سے کیا کام لیا جاتا ہی۔ اور وہ کیونکر
اپنا کام کرتا ہی لیکن یہ عجب بات ہی کہ باوجودیکہ
اسطرح جسم انسانی کے تمام اعضا کو ایک یک خدمت
سپرد ہی اُسی طرح اعضاے تناسل بھی ایک خدمت
پر مامور ہین۔ تاہم انکے فعل مین ایک مستثنی بمقابلہ
دیگر اعضا کے یہ موجود ہی کہ دوسرے اعضا
تو خدمت مقررہ کو بموجب قانون قدرت بجالاتے
ہین اور یا بوجہ بیماری و صدمات ناگہانی اپنے
عمل سے معطل ہو جاتے ہین۔ مگر اعضاے تناسل کا
عمل علاوہ طریقہ معلومہ کے خود بخود نومی حالتین

بھی ظاہر ہوتا ہی جسکا نام احتلام رکھا گیا ہی۔ نیز
کبھی کبھی نوجوان اور مغلوب الحال مردون کو
محض غلبہ تصورات سے بوجہ جوش جوانی
بے اختیاری طاری ہو کر اخراج مادہ کا باعث
ہو جاتی ہی۔ اس کو بھی حالت خواب سے تعبیر
کر سکتے ہین۔ کیونکہ کثرت تصورات و اجتماع بخارات
ردیہ سے دماغ مغلوب ہو کر اُسپر کیفیت طاری
ہو جاتی ہے جو نوم سے کم نہین ہوتی اور
بجاے خود خواب مقناطیسی کا حکم رکھتی ہی
رویا جس کو ہندی سُپنا اور فارسی مین
خواب کہتے ہین صرف سوتے ہی وقت
انسان دیکھ سکتا ہی۔ خواہ طبعی نیند سے سوتا
ہو یا نوم مقناطیسی طاری کیا گیا ہو۔ اور دونون
صورتون مین جو واقعات نظر آوینگے وہ دماغ
کے حرکات و سکنات سے متعلق ہونگے
خواب مقناطیسی مین معمول پر اکثر وہ واردات
آتی ہی جو عامل کی قوت عملیہ و تخیل سے اقرب
ہو۔ اور خواب طبعی مین یا تو رویاے صادقہ ہوگا
یا اُن واقعات و خیالات کا تصور بندھیگا جو
کسی وقت سونے والے پر گزرے ہون۔ اسیطرح
رویاے صادقہ مین کبھی تو من و عن واقعات ہی

انکھون کے سامنے آجاتے ہین۔ اور کبھی ایسی
باتین منکشف ہوتی ہین جن مین تاویل کی
ضرورت ہوتی ہی۔ اور صحیح صحیح تاویل کرنا معبّر کی
ذکاوت پر موقوف ہی۔ مگر سب سے زیادہ تعجب انگیز
یہ امر ہی کہ احتلام جس کو رویائے صادقہ نہین
کہا جا سکتا اُسکا نتیجہ معًا سامنے آجاتا ہی رہی یہ
بات کہ احتلام کیا ہی چندان محتاج شرح نہین ہی کیونکہ
ہر شخص کو معلوم ہی البتہ اتنا جان لینا چاہیئے کہ
جب خواہش نفسانی کا غلبہ ہوتا ہی اور دماغ تک
اُسکے بخارات پہونچتے ہین اور شدت حرارت
مرکزی سے مادہ خارج ہونے والا ہوتا ہی تو جو
طریقہ عرف عام مین اس فعل کے واسطے
مقرر ہی اسکو قوت متخیلہ سامنے لاکر کھڑا کر دیتی ہی
گویا قوت مصورہ کا یہ کام ہی کہ اس خواہش
کے دل و دماغ پر مستولی ہوتی ہی اخراج مادہ کے
واسطے معًا وہی تصویر پیش کرے جو اس فعل کا
ذریعہ ہی اور اس طرح ایک ہم جنس کا تصور جب ہوکر یہ
کیفیت واقع ہوتی ہی جسکا اثر صریحی طور پر
عالم بیداری مین پایا جاتا ہے

جناب مسیح کے بے باپ پیدا ہونے کے
خیال پر جب ہم محولہ بالا اصول و ضوابط طبی کو
مد نظر رکھکر غور کرتے ہین تو ہم کو مجبور ہونا پڑتا ہی
کہ حضرت مریم علیہا السلام کو ہم اُس عجیب
انسانی قسم مین داخل سمجھین جنکے اجسام مین
صانع قدرت نے نسوانی و مردانہ دونون شاخین
رکھنے والے اعصاب پیدا فرمائے ہین مگر ساتھ
ہی ہم اس بات کو قطعی طور پر قابل تسلیم سمجھتے ہین
کہ معمولی خنثی کیطرح بظاہر آپ مین دونون
علامات (مردانہ و زنانہ) موجود نہ تھین۔ بلکہ ظاہر
طور پر آپ کی ساخت جسمی اناث کے معمولی
اعضا کے موافق تھی۔ اور اندرونی ترکیب مین
وہ اعصاب بھی موجود تھے جو مردانہ جسم سے
تعلق رکھتے ہین لیکن جسطرح اصول ڈاکٹری مین
ناقص عجیب الخلقت کے سلسلہ مین یہ مان لیا گیا
ہی کہ بعض لوگون کے احشا کا منھ بجائے مخرج
براز کیطرف ہونے کے مجرائی بول کی جانب ہو جاتا ہی
اُسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کے مردانہ
اعصاب بجائے اسکے کہ معمولی خنثی کیطرح آپکے
جسم ظاہری مین علامت مردی ہوتی اُن پر
ختم ہوتے رحم کیطرف منتقل ہو کر خاص اس مقام
پر ختم ہوئے جہان کہ عورت و مرد کے مواد تولید کا
باہم اتصال و تصادم ہوتا ہی۔ اور یہ ایسی بات ہی

جس کے ماننے مین پس وپیش کو ذرا گنجایش نہین کیونکہ جب ایک تمثیل نقص خلقت کی بجنسہ ایسی ہی موجود ہی اور یہ معلوم ہی کہ ایسے عجیب الخلقت لوگ بھی پیدا ہوتے ہین جنمین دونون قسم کے اعصاب ہوتے ہین منجملہ ایسے ہی کسی شخص کے اگر ایک مین اتنا تغیر رہا ہو کہ دونون قسم کے اعصاب ایک مرکز پر جمع ہو گئے ہون جس کو بظاہر نقص خلقت کہا جا سکتا ہی تو کوئی محل تعجب نہین کیونکہ جو امر بظاہر موجب تعجب معلوم ہوتا ہی فی الواقع اُسی مین خدا کی ایک قدرت خاص مضمر ہی۔ رہی یہ بات کہ ایسی ہی اور متواتر مثالین بھی کیون نہین پائی جاتی ہین۔ اس وجہ سے قابل توجہ نہین کہ ما نحن فیہ مین مستثنیات وعجائبات پر بحث ہی۔ اور عجائبات کیواسطے یہ قطعًا ضروری نہین کہ کثرت ہو بلکہ اُس کا شاذ ومنفرد ہونا ہی دراصل اُسکے استثناء وعجیب ہونے کی دلیل ہی۔

اپنی اس راے کو ولادت مسیح علیہ السلام سے منطبق کرنے کیوسطے ہم قرآنی شہادت کیطرف متوجہ ہوتے ہین جسمین حضرت عیسیٰ کی پیدایش کے واقعات بہ تفصیل بیان کئے گئے ہین۔ یون تو یہ قصہ شروع سے لیکر آخر قرآن تک کئی جگہ اور مختلف پیرایون مین بیان کیا گیا ہی۔ لیکن تمام تفصیلات قرآنی سے جو تاریخی نتیجہ نکلتا ہی وہ یہ ہی۔

حضرت مریم اپنی مان کے پیٹ مین تھین اُس زمانہ مین قاعدہ تھا کہ لوگ نبی اولاد کو خانہ خدا (بیت المقدس) کی خدمت اور عبادت کیواسطے مخصوص کر دیتے تھے۔ مریم کی مان نے بھی اس امید مین کہ خدا بیٹا دیگا منت مانی کہ مین اپنے پیٹ کے بچہ کو دنیاوی تعلقات سے آزاد کر کے خدا کی خدمت وعبادت کیواسطے نذر کرتی ہون۔ پھر وضع حمل کیا تو بیٹی پیدا ہوئی اُسوقت مان کو تردد ہوا کہ مرد کا کام عورت سے کیونکر انجام پاویگا۔ مگر نذر کا ایفا ضروری تھا لہذا انھون نے اپنی مناجات مین اس مجبوری کا اظہار کرتے ہوے بیٹی کا نام مریم رکھکر خدمت خداوندی کے واسطے مخصوص کر دیا۔ اور دعا کی کہ خداوندا اس لڑکی اور اسکی ذریت کو مین شیطان کے فریب سے تیری پناہ مین دیتی ہون۔ اور مریم کی کفالت حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے ذمہ لی پھر بعد بلوغ کے ایک دن مریم کو غسل کی ضرورت

ہوئی اپنے مکان کے مشرقی حصہ مین وہ پردہ ڈالکر
نہانے لگین - اُسوقت خدا کا فرشتہ ایک نوجوان
مرد کی شکل مین اُنپر ظاہر ہوا - یہ بیچاری بے
عصمتی سے ڈرین - اور اُسکو آدمی سمجھکر خدا کا
واسطہ دلانے لگین - فرشتہ نے کہا مین تمھارے
خدا کا مرسل ہون - اور تمھین اولاد پیدا ہونیکی
بشارت دینے آیا ہون یہ سنکر مریم اور گھبرائین
اور متعجبانہ بولین کہ مجکو کسی مرد نے چھوا تک
نہین - میرے اولاد کیسے پیدا ہوگی - فرشتہ بولا
خدا کا یون ہی حکم ہی - یہ مولود خدا کی قدرت
کاملہ کی ایک نشانی اور ایمان لانے والون کے
واسطے موجب رحمت ہوگا - بجبر دلسکے مریم
حاملہ ہوگئین اور بعد ختم مدت حمل حضرت عیسیٰ
پیدا ہوے - اس قصہ مین دو جزو ہین
ایک ولادت مریم سے متعلق ہی - اور دوسرا
پیدائش حضرت مسیح سے - اور دونونکے واقعات
جس طریقہ سے بیان کئے گئے ہین انسے ہمارے
خیال کی پوری تائید ہوتی ہی - مگر چونکہ ہمنے
ابھی تک حضرت عیسیٰ کی پیدائش پر کوئی
رائے نہین ظاہر کی ہی - بلکہ صرف حضرت
مریم کا عجیب الخلقت ہونا بیان کیا گیا ہی لہذا

پہلی مریم ہی کے متعلق تائید قرآنی کی تفصیل
کرتے ہین -

یہ معلوم ہوچکا ہی کہ زوجہ عمران یعنی والدۂ مریم
کو امید تھی کہ اس حمل سے اولاد نرینہ ہوگی اور
اسی بھروسہ پر اُنھون نے قبل وضع حمل بچہ کو نذر
کردیا - پھر پیدا ہوئی لڑکی - مگر پھر بھی وہ اپنے
عہد پر قائم رہین اور باوجودیکہ خود ولیس الذکر
کالانثی اپنے منہ سے کہا تو بھی مولود کو خدا کی
نذر کردیا - ہم کہتے ہین کہ یہ واقعات ہی اس بات
کی دلیل ہین کہ والدۂ مریم نے باوجود مریم کے
نصوبت اناث ہونے کے بھی اُنکی ساخت جسمانی
مین کوئی ایسی انوکھی بات ضرور دیکھی جسپر مطمئن
ہوکر اُنھون نے عورت کو مردانہ خدمات کی غرض
سے نذر کردیا - کیونکہ نذر کرتے وقت رب انی
نذرت لک ما فی بطنی محرراً کہا تھا جسکا یہ مطلب ہے
کہ اس بچہ کو دنیا کے جنجال اور گرستی کے قیود سے
کوئی تعلق نہ ہوگا - کیونکہ راہبانہ زندگی بسر کرنیوالے
شادی بیاہ وغیرہ تعلقات خانہ داری سے بالکل
آزاد ہوتے ہین - مریم کو بھی یہی مرحلہ پیش آنیوالا
تھا - بخلاف اسکے جب مریم کو راہ خدا مین دینے
لگین تو دعا کی کہ خداوند اس ذریہ کو تیری پناہ

مین دیتی ہون - پس اگر والدۂ مریم نے مریم مین کوئی
عجیب بات نہین دیکھی تو یہ دعا کیون کی - اس لیے
کہ بسبب منذور ہوتے مریم کا ساری عمر کنواری رہنا
لازمی تھا تو ذریت کیوا سطے دعا مانگنا بے سود تھا
یہ ایسے وجوہ ہین جو یہ مان لینے پر مجبور کرتے ہین کہ
وقت ولادت حضرت مریم کی مان کو بعض آثار معمولی
لڑکیون کے مغائر حضرت مریم مین ضرور معلوم ہوے
جنہون نے اُنکو ایسی دعا مانگنے کی ضرورت محسوس
کرائی - یا یہ کہ گو وہ مریم کی ساخت جسمانی کے عجائبات
سے بیخبر رہی ہون لیکن پیدا ہوتے وقت مریم سے
بعض حرکات ایسے صادر ہوے جو اُنکی مان کو
تعجب مین ڈالنے والے رہے ہون یا قد و قامت رودی ار
وغیرہ مین کوئی ایسی خصوصیت نظر آئی جس سے متاثر
ہوکر بطور الہام و القا اُنکے دل مین ایسے خیالات
پیدا ہوے جسکی وجہ سے بے اختیار اُنکی زبان
سے یہ دعا نکل گئی - مگر اس جگہ ایک خاص نکتہ
قابل غور ہے کہ اس واقعہ کو قرآن مجید مین بان الفاظ
ذکر فرمایا ہے فلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثی
واللہ اعلم بما وضعت اور اللہ اعلم بما وضعت
ایسا بلیغ اشارہ ہے جس سے ہمارے کلام کی پوری تائید
ہوتی ہے - کیونکہ لفظ بما وضعت پکار پکار کر کہہ رہا ہے

زوجۂ عمران نے جیسی اور جس حیثیت و شان کی لڑکی
جنی ہے اُسکو خدا ہی خوب جانتا ہے - اور ظاہر ہے
کہ مریم کی جو کچھ شان و قرمبت ہے وہ محض جناب
مسیح کی مان ہونے کی وجہ سے ہے - لہذا ہم بلا خوف
تردید کہتے ہین کہ ان الفاظ مین خداوند کریم نے حضرت
مریم علیہا السلام کی اُس عجیب ساخت کی طرف
اشارہ فرمایا ہے جسکو ہمنے اوپر حوالۂ قلم کیا ہے - اسی
طرح وجعلنا ابن مریم و امہ آیۃ سے بھی حضرت
مریم کی خلقت کی خصوصیت مستفاد ہوتی ہے کیونکہ
سوائے اس اظہار قدرت کے مریم کو بمقابلہ دوسری
عورتون کے اور کوئی شرف و امتیاز حاصل نہ تھا
اور نہ بغیر ایسی کسی خصوصیت کے وہ آیۃ اللہ مین
شمار ہو سکتی تھین - طبی اور قرآنی شہادت سے
یہ ثابت ہو جانیکے بعد کہ حضرت مریم کی ساخت
جسمانی عجیب قسم کی تھی اور اُن مین مردانہ و زنانہ
دونون قوتون کے اعصاب موجود تھے - پیدائش
مسیح علیہ السلام کے واقعہ کو ہم یون سمجھتے ہین کہ جب
مریم کی بھرپور جوانی کا وقت آیا - ظاہری طور پر نسوانی
علامت غالب ہونیکے سبب سے آپکو ماہواری غسل
کی ضرورت ہوئی اور آپ مکان کے گوشہ مین
نہانے بیٹھین تو جس طرح بحالت نوم طبعی یا مقتضای طبیعی

آدمی کو احتلام ہوتا یا اور خواب نظر آتے ہین بباعث
ہیجان مادہ جوانی وتصور کیفیت مقاربت جس کی
تفصیل آگے آئے گی - آپ کے مردانہ اعصاب مین
بھی ایک قسم کی حرکت پیدا ہوئی جس سے آپ کا دماغ
مغلوب ہو گیا - اور آپ کو عالم تصور مین ایک مرد کی
شکل نظر پڑی - جس کا موجب قانون قدرت ایسے
موقع پہ نظر آنا ضروری تھا - کیونکہ نسوانی خواہشات
نے جو تصور کیفیت مقاربت کا باندھا تھا اُس کے
پورا کرنے کی اور کوئی صورت ممکن نہ تھی - ایسی
حالت مین اُس مادّہ نے جو مردانہ اعصاب مین تھا
بہ سبب قوت جذب مادّہ نسوانی رحم کی طرف صعود
کیا اور آپ کو حمل رہگیا جو بلحاظ مسلمات مندرجۂ
بالا قابل قبول ہی - ذلک عیسی ابن مریم قول
الحق الذی فیہ یمترون -

چونکہ آیات قرآنی مین فرشتہ کا ذکر کیا گیا ہی
اس لیے یہ سوال کیا جا سکتا ہی کہ دماغی حالت
کو فرشتہ سے تعبیر کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے
لیکن ہمارے خیال مین یہ کہنا محض وہم ہی وہم ہی
کیونکہ سورۂ مریم مین جہان کیفیت غسل و استقرار
حمل بیان ہوئی ہی - بجاے ملک کے لفظ روحنا
آئی ہی - اور روح ایک ایسی اصطلاح ہی جس کو
قطعاً اور ہر موقع پر ملائکہ سے تعبیر نہین کر سکتے چنانچہ
قل الروح من امر ربی سے صاف ظاہر ہی کہ
روح امر الٰہی ہی - اُسکی نوعیت وکیفیت کسی شخص
کو معلوم نہین اور روح سے روح حیوانی اور وہ بخارات
بھی مراد ہین جن پر حیات انسانی کا مدار ہی - اور
استقرار حمل مین اُن بخارات کا ہیجان مین آنا
لازمی ہی - اور جہان کہین ملائکہ کا ذکر ہی وہان صرف
بشارت دینے کا بیان کیا گیا ہی - وہ ایک دوسری
بات ہی - رہا یہ کہ جو بات چیت مریم اور فرشتہ
(بصورت مرد) سے ہوئی اُسکی نسبت کیا کہا
جائیگا - اُسکا جواب یہ ہی کہ جب دماغ پر ایک
خاص کیفیت طاری ہو گئی تو اُسمین اُسی مناسبت
سے تمام تخیلات کا آجانا بالکل ممکن الوقوع اور
قرین قیاس ہی - یہان ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے
ہین کہ سورۂ مریم مین روح کے آنے کو پروردگار
نے بالفاظ فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشراً
سویا - بیان فرمایا ہی - اور جہان کہین روح
کو خدا نے اپنی ذات پاک سے منسوب فرما کر ذکر
فرمایا ہی وہان روح من امر ربی ہی مراد لیگئی ہی
لہذا یہان بھی روحنا سے امر ربی ہی مراد
لینا چاہیے - علاوہ اسکے تمثل لہا بشراً سویا

بن حدید عن حماد بن عیسی عن حریز عن زرارہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لہ راویۃ من ماء سقطت فیہا فارۃ او جرذ او صعوۃ میتۃ قال اذا تفسخ فیہا فلا تشرب من مائہا ولا تتوضأ منہا وان کان غیر متفسخ فاشرب منہ وتوضأ واطرح المیتۃ اذا اخرجتہا طریۃ وکذلک الجرۃ وحب الماء والقربۃ واشباہ ذلک من اوعیۃ الماء قال وقال ابو جعفر اذا کان الماء اکثر من راویۃ لم ینجسہ شیء تفسخ فیہ او لم یتفسخ الا ان یجیء لہ ریح تغلب علی ریح الماء فہذا الخبر یمکن ان یحمل قولہ راویۃ من ماء اذا کان مقدارہا کرا فانہ اذا کان کذلک لا ینجسہ شیء مما یقع فیہ ویکون قولہ اذا تفسخ فیہا فلا تشرب ولا تتوضأ محمولا علی انہ اذا تغیر احد اوصاف الماء وکذلک القول فی الجرۃ وحب الماء والقربۃ لیس لاحد ان یقول ان ... ذکرہا بالالف واللام ذلک یدل

ابن حدید سے اُنھون نے حماد بن عیسی سے اُنھون نے حریز سے اُنھون نے زرارہ سے اُنھون نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرکے خبر دی کہ مین نے ان سے پوچھا کہ ایک مشک پانی مین چوہا یا ممولا مرا ہوا گر جائے۔ امام نے فرمایا جب وہ اُس مین پھٹ جائے تو اُس کا پانی نہ پیو اور نہ اُس سے وضو کرو۔ اور اگر پھٹا ہوا نہ ہو تو اُس سے پیو اور وضو کرو اور اُس سے مردار کو نکالڈالو بشرطیکہ اُسکو فوراً نکال ڈالو۔ یہی حکم پانی کے مٹکے اور گھڑے اور چھاگل کا ہی اور اسکے مثل دوسری چیزون کا ہی جو پانی کے ظروف ہون۔

وہ یہ بھی کہتے تھے کہ امام ابو جعفر نے فرمایا کہ پانی جب ایک مشک سے زیادہ ہو تو اُس کو کوئی چیز نجس نہین کرسکتی خواہ اُس مین پھٹ جائے یا نہ پھٹے مگر یہ کہ اُس مین بُو آنے لگے جو پانی کی بو پر غالب ہو۔ پس ممکن ہی کہ اس روایت مین پانی کی مشک سے وہ مشک مراد لیجائے جس مین ایک کُر پانی آجائے جب وہ ایسی ہوگی تو اُسکو کوئی چیز نجس نہین کرسکتی جو اُسمین گر جائے۔ اور یہ کہ اگر اسمین پھٹجائے تو نہ پیو اور نہ وضو کرو اسکا مطلب یہ ہی کہ اگر پانی کا کوئی وصف بدل جائے۔ یہی گفتگو مٹکے اور گھڑے اور چھاگل کے متعلق ہی۔ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ مٹکے اور گھڑے اور چھاگل مین ایک کر پانی نہین آسکتا۔ کیونکہ حدیث مین یہ نہین ہی کہ ایک گھڑے مٹکے کا یہ حکم ہے بلکہ اس کو الف۔ لام کے ساتھ ذکر کیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی

لہ اور کئی تاویلات بھی لطیف ہین لیکن یہ تاویل سب سے زیادہ ہی مطلب یہ ہی کہ امام نے ایک گھڑے کا حکم نہین بیان کیا بلکہ دس بیس گھڑونکا پانی لالیا جائے اس کا یہ حکم ہی لیکن گھڑے سے ایک ہی گھڑا سمجھا جاسکتا ہی دس بیس گھڑے نہین سمجھے جاسکتے ۱۲

علی العموم عند کثیر من اہل اللغۃ واذا احتمل ذلک لم ینافِ ما قدمناہ من الاخبار واما ما رواہ الحسین بن سعید عن عثمان بن عیسیٰ عن سماعۃ بن مہران عن ابی بصیر قال سألتہ عن کرین یمرّ بہ وانا فی سفر قد بال فیہ حمار او بغل او انسان قال لا تتوضأ منہ ولا تشرب منہ فالوجہ فی ہذا الخبر ان نحملہ علیٰ انہ اذا تغیر اضداو صفاتہ اما طعمہ او لونہ او رائحتہ فلما مع عدم ذلک فلا بأس لہ باستعمالہ حسب ما تقدم من الاخبار والاولۃ والذی یدل علیٰ ہذا المعنی ما اخبرنی بہ الشیخ رحمہ اللہ عن احمد بن محمد بن الحسن عن ابیہ عن سعد بن عبد اللہ عن محمد بن عیسیٰ عن یاسین الضریر عن حریز بن عبد اللہ عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ سئل عن الماء النقیع یبول فیہ الدواب

کے عموم پر دلالت کرتا ہی اکثر اہل لغت کے نزدیک۔ اور جب عموم کا احتمال نکل آیا تو گذشتہ حدیثون کے مخالف نہ رہا۔ باقی رہی وہ روایت جو حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے اُنھون نے سماعہ بن مہران سے انھون نے ابو بصیر سے روایت کی ہی کہ اُنھون نے کہا مین نے امام سے پوچھا کہ بحالت سفر میرا گزر ایک کُر پانی پر ہوا جس مین گدھے نے یا خچر نے یا کسی انسان نے پیشاب کیا ہی آپ نے فرمایا کہ اُس سے وضو نکرو اور نہ پیو۔

پس مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ ہم اسکو اس حالت پر محمول کرین جبکہ پانی کے کسی وصف مین تغیر آگیا ہو خواہ مزے مین یا رنگ مین یا بو مین۔ لیکن باوجود فرق نہ آنیکے اس کے استعمال مین کچھ مضائقہ نہین جیسا کہ گذشتہ احادیث سے معلوم ہوا۔ اس مطلب کی تائید اس روایت سے ہوتی ہی جو مجھسے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اُنھون نے یسین نابینا سے انھون نے حریز بن عبد اللہ سے اُنھون نے ابو بصیر سے انھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرکے بیان کی کہ ان سے پوچھا کہ ٹھیرا ہوا پانی جسمین جانور پیشاب کرین۔ کیسا ہی؟ امام نے فرمایا کہ اگر پانی مین تغیر آگیا ہو تو اُس سے وضو نکرو اور اگر پیشاب سے اسمین تغیر نہ آیا ہو تو اُس سے وضو کرو یہی حال خون کا بھی ہی کہ جب وہ پانی وغیرہ مین مل جائے اور اِسی مسند کے ساتھ سعد بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ

[1] عموم کا مطلب بھی مصنف نے خوب بیان کیا۔ عموم کا مطلب یہ نہین ہی کہ واحد کا صیغہ بولکر جمع مراد لیا جائے۔ پھر یہ قاعدہ کہ الف لام عموم پر دلالت کرتا ہی۔ ہر حالت کے لیے نہین ہی۔

فقال ان تغیر الماء فلا تتوضأ منہ وان لم تغیرہ ابوالہا فتوضأ منہ وکذلک الدم اذا سال فی الماء واشباہہ وبہذا الاسناد عن سعد بن عبد اللہ

عن احمد بن محمد بن عیسی عن العباس بن معروف عن حماد بن عیسی عن ابراہیم بن عمرو الیمانی عن ابی خالد القماط انہ سمع ابا

احمد بن محمد بن عیسی سے وہ عباس بن معروف سے وہ حماد بن عیسی سے وہ ابراہیم بن عمر یمانی سے وہ ابو خالد قماط سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر کسی شخص کا گزر ٹھیرے ہوے پانی پر ہو جس مین مُردار گر گیا ہو تو امام نے فرمایا کہ اگر پانی کی بو یا مزا بدل گیا ہو تو نہ پیو نہ اُس سے وضو کرو اور اُسکی بو اور مزا نہ بدلا ہو تو اُسکو پیو اور اُس سے وضو کرو۔ لیکن وہ روایت جو حسین بن سعید نے محمد بن اسمعیل بن بزیع سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین نے ایک شخص کو لکھا کہ وہ امام سے پوچھے کہ حوض جس مین آسمان کا پانی جمع ہو اور اُس مین ایسے کنوین کا پانی بھی آتا ہو جسمین انسان پیشاب یا پاخانہ سے استنجا کرتے ہون یا اُس مین جُنب نہاتے ہون تو اُسکے جائز نہ ہونے کی کیا حد ہے۔ امام نے لکھا کہ ایسے پانی سے وضو نہ کرو مگر بضرورت اور یہ روایت ایک قسم کی کراہت[۱] پر محمول ہی کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو دو حال سے خالی نہین یا تو حوض کا پانی ایک کُر سے کم ہو گا تو ایسی حالت مین وہ نجس ہو گا اور اسکا استعمال ایسی حالت مین جائز نہ ہو گا۔ بلکہ تیمم فرض ہو گا۔ اور یا پانی حوض کا ایک کُر سے زائد ہو گا تو وہ نجس نہین ہو سکتا اور حالت ضرورت کی قید نہین ہو سکتی

[۱] کراہت کی کوئی وجہ مصنف نے نہین بیان کی جب وہ پانی نجس نہین ہے اور کوئی دلیل اسکی نجاست کی نہین تو کراہت کیون ہے۔ ایسے مقامات پر مصنف کو چاہیے تھا کہ کشادہ دلی سے دونون حدیثون مین تعارض کا اعتراف کرتے اور عمل اصحاب وغیرہ سے اپنی معمول بہ حدیث کو ترجیح دیتے ۱۲

عبد اللہ علیہ السلام یقول فی الماء یمر بہ الرجل وہو نقیع فیہ المیتۃ والجیفۃ فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام ان کان الماء قد تغیر ریحہ او طعمہ فلا تشرب ولا تتوضأ منہ وان لم یتغیر ریحہ وطعمہ فاشرب منہ وتوضأ فاما ما رواہ الحسین بن سعید عن محمد بن اسمعیل بن بزیع قال کتبت الی من یسئلہ عن الغدیر یجتمع فیہ ماء السماء ویستقی فیہ من بئر یستنجی فیہ الانسان من بول او غائط او یغتسل فیہ الجنب ما حدہ الذی لا یجوز فکتب لا تتوضأ من مثل ہذا الا من ضرورۃ الیہ فہذا محمول علی ضرب من الکراہیۃ لانہ لو لم یکن کذلک لکان لا یخ ماء الغدیر ان یکون اقل من الکر

الوجہ فی ہذہ الروایۃ الکراہیۃ لان مع وجود المیاہ المتیقن طہارتہا لا ینبغی استعمال ہذہ المیاہ وانما تستعمل عند فقد الماء علی کل حال

اور مطلب اس روایت کا وہی ہی کہ کراہت پر محمول کی جائے کیونکہ باوجود متیقن الطہارۃ پانیون کے اس قسم کے پانیون کا استعمال جائز نہین اس قسم کے پانی تو اس وقت استعمال کیے جاتے ہین جب پانی بالکل نہ ملے۔

باب۔ کُر کی مقدار کا بیان

باب کمیۃ الکر - اخبرنی الحسن بن عبید اللہ عن احمد بن محمد بن یحیی عن ابیہ عن محمد بن احمد بن یحیی عن ایوب بن نوح عن صفوان عن اسمعیل بن جابر قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام الماء الذی لا ینجسہ شیء قال ذراعان عمقہ فی ذراع وشبر سعتہ وبہذا الاسناد عن محمد بن احمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن البرقی عن عبد اللہ بن سنان عن اسمعیل بن جابر قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الماء الذی لا ینجسہ شیء قال کر قلت وما الکر قال ثلثۃ اشبار فی ثلثۃ اشبار واخبرنی الشیخ رحمہ اللہ عن ابی القسم جعفر بن محمد عن محمد بن یعقوب عن محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن عثمان بن عیسی عن ابن مسکان عن ابی بصیر قال سألت ابا عبد اللہ

مجھے حسن بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحیی سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے محمد بن احمد بن یحیی سے انھون نے ایوب بن نوح سے انھون نے صفوان سے انھون نے اسمعیل بن جابر سے روایت کرکے خبر دی کہ وہ کہتے تھے مین نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ جو پانی کسی چیز سے نجس نہین ہوتا۔ امام نے کہا دو گز لانبا ایک گز گہرا ایک بالشت چوڑا۔ اور اسی سند کے ساتھ محمد بن احمد بن یحیی سے روایت ہی وہ احمد بن محمد سے وہ برقی سے وہ عبد اللہ بن سنان سے وہ اسمعیل بن جابر سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے ہین کہ وہ کہتے تھے مین نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ جو پانی کسی چیز سے نجس نہو اُسکی کیا مقدار ہی؟ امام نے فرمایا ایک کُر مین نے پوچھا کُر کس قدر ہوتا ہے؟ امام نے فرمایا تین بالشت مربع "

اور مجھے شیخ رحمہ اللہ نے ابو القاسم یعنی جعفر بن محمد سے روایت کرکے خبر دی وہ محمد بن یعقوب سے وہ محمد بن یحیی سے وہ احمد بن محمد سے وہ عثمان بن عیسی سے وہ ابن مسکان سے وہ ابو بصیر سے روایت کرتے تھے کہ انھون نے کہا مین نے ابو عبد اللہ

[۵] آخر اس پانی کے متیقن الطہارۃ نہونیکی کیا وجہ ہی جبکہ وہ پانی ایک کُر سے زیادہ ہی اور اُسکا کوئی وصف بھی نہین بدلا تو اُسکے متیقن الطہارۃ نہونیکی کوئی وجہ نہین ہوسکتی۔

علیہ السلام عن الکر من الماء کم یکون قدرہ قال اذا الماء ثلثة اشبار و نصف عمقہ فی الارض

علیہ السلام سے ایک کر پانی کی بابت پوچھا کہ اسکی مقدار کیا ہوتی ہی۔ انھون نے فرمایا کہ جب پانی ساڑھے تین بالشت مربع مین ہو اور نصف بالشت اسکی گہرائی زمین مین ہو تو وہ ایک کر ہی

لیکن جو روایت محمد بن احمد بن یحییٰ نے یعقوب بن یزید سے انھون نے ابن ابی عمیر سے انھون نے ہمارے بعض اصحاب سے انھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کی ہی کہ ایک کر پانی جسکو کوئی چیز نجس نہین کر سکتی ایک ہزار دو سو رطل ہوتا ہی۔ یہ روایت روایات سابقہ کے منافی نہین ہی کیونکہ ہم کتاب تہذیب الاحکام مین ذکر کر چکے ہین کہ عمل اسی روایت پر ہی جیسا کہ شیخ رحمہ اللہ نے اسکی تائید کی ہی۔ اور جن روایات مین بالشت کی مقدار مذکور ہی انکو ہمنے اس بات پر محمول کیا ہی کہ وہ اسکے وزن کے موافق ہون[1] یعنی اسکی مقدار وہی ہو جو اس وزن کی ہی۔ گویا امام نے ہمارے لیے اکر کے پہچاننے کے دو طریقے مقرر کر دیے۔ ایک یہ کہ ہم اس کو رطل سے پیمایش کرین بشرطیکہ رطل سے پیمایش ممکن ہو اور جب رطل سے پیمایش ممکن نہ ہو تو ہم بالشتون سے پیمایش کرین کہ وہ کسی حالت مین ناممکن نہین ہوتی۔

اور شیخ رحمہ اللہ نے رطل مین رطل بغدادی کو اختیار کیا ہی اور ہمارے دوسرے اصحاب نے

علیہ السلام فذلک الکر من الماء فاما ما رواہ محمد بن احمد بن یحیی عن یعقوب بن یزید عن ابن ابی عمیر عن بعض اصحابنا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال الکر من الماء الذی لا ینجسہ شیء الف و مائتا رطل ولا ینافی ہذا الخبر ما تقدم من الاخبار لانا کنا ذکرنا فی کتابنا تہذیب الاحکام ان العمل علی ہذا الخبر علی ما نصرہ الشیخ رح وحملنا ما ورد من التحدید بالاشبار علی ان یکون مطابقاً لذلک بان یکون مقدارہا المقدار الذی یطابقہا فکانہ جعل لنا طریقان احدہما ان نعتبر الارطال اذا کان لنا طریق الیہ و اذا لم یکن الی ذلک طریق اعتبرنا الاشبار لان ذلک لا یتعذر علی حال من الاحوال و کان الشیخ رح اختار فی الارطال ان یکون بالبغدادی وغیرہ من اصحابنا

[1] یہ تاویل ایک عجیب و غریب تاویل رجم بالغیب کی مصداق ہی۔ چاہیے کہ دونو کو جانچ کے دیکھتے اور کہتے کہ دونون وزن مین موافق ہوتے ہین۔ پھر خود ہی آگے چلکر لکھتے ہین کہ دونون کا وزن موافق نہین ہوتا۔ یہ اور بھی زیادہ عجیب بات ہے۔

اعتبران یکون بالمدنی ولیس ههنا خبر یتضمن ذکر الارطال غیر ہذا الخبر وہو مع ذلک ایضا مرسل وان تکرر فی الکتب فالاصل فیہ ابن ابی عمیر عن بعض اصحابنا والقول باعتبار الارطال البغدادیۃ اقرب الی الصواب لانها تقارب المقدار الذی اعتبرناہ فی الاشبار واذا اعتبرنا المدنی بعد التفاوت بینهما فالعمل بذلک اولی لما قدمنا ویقوی ہذا الاعتبار ایضا ما رواہ ابن ابی عمیر قال روی لی عن عبد اللہ یعنی ابن المغیرۃ یرفعہ الی ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الکر ستمائۃ رطل والذی روی ہذا الخبر محمد بن علی بن محبوب عن العباس عن عبد اللہ بن المغیرۃ عن ابی ایوب عن محمد بن مسلم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قلت لہ الغدیر فیہ ماء مجتمع تبول فیہ الدواب وتلغ فیہ الکلاب ویغتسل فیہ الجنب قال اذا

رطل مدنی کو اختیار کیا ہی۔ اور اس باب مین کوئی روایت نہین جس مین رطل کا ذکر ہو سوا اس روایت کے اور یہ روایت باوجود اسکے مرسل[ف] ہی اگرچہ کتابون مین مکرر آئی ہی مگر انتہا اسکی ابن ابی عمیر پر ہی وہ ہمارے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہین کہ رطل بغدادی کا اختیار کرنا مذہب صحیح سے زیادہ قریب ہی کیونکہ رطل بغدادی کی مقدار اس پیمایش سے زیادہ قریب[ف] ہے جو ہمنے بالشت سے کی ہی اور جبکہ ہم رطل مدنی کا اعتبار کرینگے تو دونون مین تفاوت بہت ہو جائیگا۔ پس رطل بغدادی ہی پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے جیسا ہم بیان کر چکے اور اس اعتبار کی تائید اس سے بھی ہوتی ہی کہ ابن ابی عمیر نے کہا ہی کہ مجھسے عبد اللہ یعنی ابن مغیرہ سے روایت نقل کرکے بیان کی گئی اور وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے تھے کہ کر چھہ سو رطل ہوتا ہی۔ اس روایت کو محمد بن علی بن محبوب نے عباس سے انھون نے عبد اللہ بن مغیرہ سے انھون نے ابو ایوب سے انھون نے محمد بن مسلم سے انھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے ان سے پوچھا کہ ایک حوض جس مین پانی جمع ہو اور جانور اس مین پیشاب کرتے ہون اور کتے اُس مین منہ ڈالتے ہون اور جنب اسمین غسل کرتے ہون (اُسکا کیا حکم ہی) امام نے فرمایا کہ جب وہ بقدر ایک کر کے ہو تو اُسکو کوئی چیز نجس نہین کرسکتی اور ایک کر چھہ سو رطل کا ہوتا ہی۔

اس حدیث سے رطل عراقی مراد لینے کی تائید اس طرح ہوگی کہ اس حدیث مین مکہ کا رطل مراد ہو۔ مکہ کا رطل (عراقی رطل سے) دوگنا ہوتا ہی (بس وہی ایک

[ف] معلوم ہوا کہ رطل کی پیمایش بالشت کی پیمایش کے موافق نہین ہی۔ قریب اسیوجہ سے کہا ۱۲

کان قدر کر لم ینجسہ شیٔ والکر ستمائۃ رطل ووجہ الترجیح ہذا الخبر فی اعتبار الارطال العراقیۃ ان یکون المراد بہ رطل مکۃ لانہ رطلان

ولا یمتنع ان یکونوا علیہم السلام افتوا السائل علی عادۃ بلدہ لانہ لایجوز ان یکون المراد بہ ارطال اہل العراق ولا ارطال اہل المدینۃ لان ذلک لم یعتبرہ احد من اصحابنا فھو متروک بالاجماع فاما ترجیح من اعتبر ارطال اہل المدینتیان قال انما قلناہ للاحتیاط لانا اذا حملناہ علی الاکثر دخل الاقل فیہ غیر صحیح لان القائل ان یقول ان ذلک ضد الاحتیاط لانہ ماخوذ علی الانسان ان لا یؤدی الصلوٰۃ الا بان یتوضأ بالماء مع وجودہ ولا یحکم بنجاسۃ ماء موجود الا بدلیل شرعی ولا خلاف بین اصحابنا ان الماء اذا نقص عن المقدار الذی اعتبرہ فانہ نجس لا یقع فیہ ودلیس مہنا دلالۃ انہ اذا زاد علی اعتبار فانہ نجس لا یقع فیہ اما المرجح

ہزار دو سو رطل ہو گئے) یہ ناممکن نہیں ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے سائل کو اسکے شہر کے رواج کے موافق فتوے دیا ہو (اس صورت میں ملکی رطل مراد ہو گا) کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ نہ اہل عراق کا رطل مراد ہو اور نہ اہل مدینہ کا۔ ایسا ہمارے اصحاب میں سے کسی نے نہیں کیا پس یہ بالاجماع[۵۱] متروک ہے

جن لوگوں نے مدنی رطل کو اس دلیل سے ترجیح دی ہے کہ مدنی رطل کے اعتبار کرنے میں احتیاط ہے کیونکہ جب ہم زیادہ مقدار لینگے تو کم مقدار اسمیں داخل ہو جائیگی۔ یہ دلیل صحیح نہیں۔ کیونکہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ خلاف احتیاط کے ہے اس لیے کہ انسان پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ نہ ادا کرے نماز کو مگر پانی سے وضو کر کے جبکہ پانی موجود ہو اور یہ کہ موجود پانی کو نجس نہ کہے مگر کسی دلیل شرعی سے۔ اور یہ بات ہمارے اصحاب کے درمیان میں مختلف فیہ نہیں ہے کہ پانی جب اس مقدار سے کم ہو جس کا اعتبار ہم نے کیا ہے تو وہ نجس ہو جائیگا۔ اس نجاست سے جو اسمیں گریگی اور اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ جب[۵۲] پانی اس مقدار سے زیادہ ہو جسکا ہمنے اعتبار کیا ہے تو وہ نجس ہو سکتا ہے بسبب اس نجاست کے جو اسمیں گرے باقی رہا رطل مدنی کو ترجیح دینا ائمہ کی عادت سے کہ وہ مدینہ میں تھے اس سے کوئی ترجیح نہیں ہو سکتی کیونکہ ائمہ سائل کی عادت معروف کے موافق فتوے دیا کرتے تھے

[۵۱] بالاجماع کی لفظ بہت غور سے دیکھنے کے قابل ہے۔ اہل سنت کے مقابلہ میں تو اجماع کے حجت ہونے سے انکار کیا جائے اور خود اس سے فائدہ اٹھایا جائے ۱۲

[۵۲] اس مقام کی عبارت خبط ہے دلیل کو دعوے سے کوئی مناسبت ہی نہیں جیسا کہ ظاہر بلکہ اظہر ہے۔

بہ من عادتہم من حیث کانوا من المدینۃ علیہم السلام فلیس فی ذلک ترجیح لانہم کانوا یفتون بالمتعارف من عادۃ السائل

وعرفه ولاجل ذلك اعتبرنا في اعتبار ارطال الصاع بتسعة ارطال بالعراق وذلك خلاف عادتهم وكذلك الخبر الذي تكلمنا عليه من اعتبارهم بستمائة رطل انما ذلك اعتبار لعادة اهل مكة لانهم عليهم السلام كانوا يعتبرون عادة سائر البلاد حسب ما يسئلون عنه باب حكم الماء الكثير اذا تغير احد اوصافه اما اللون او الطعم او الرائحة اخبرني الشيخ ره عن احمد بن محمد عن ابيه عن الحسين بن الحسن بن ابان عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة عن ابي عبد الله عليه السلام قال سألته عن الرجل يمر بالماء وفيه دابة ميتة قد انتنت قال ان كان النتن الغالب على الماء فلا تتوضا ولا تشرب واخبرني الشيخ ره عن ابي القسم جعفر بن محمد بن قولويه عن ابيه عن سعد بن عبد الله

اسی وجہ سے ہمنے صاع کے رطل مین نو رطل عراقی اعتبار کیے ہین۔ حالانکہ یہ ائمہ کی عادت کے خلاف ہے۔ یہی حالت اس حدیث کی ہی جس پر ابھی ہمنے بحث کی جسمین چھ سو رطل کا اعتبار رہی۔ کہ اس مین اہل مکہ کے رطل کا اعتبار ہے۔ ائمہ علیہم السلام تمام شہرون[1] کے رواج کا اعتبار کرلیا کرتے تھے جیسا کہ ان سے پوچھا جاتا تھا۔

باب۔ کثیر[2] پانی کا حکم جب اُس کا کوئی ایک وصف بدل جائے رنگ یا مزا یا بُو۔

مجھے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے حسین بن حسن بن ابان سے انھون نے حسین بن سعید سے اُنھون نے عثمان بن عیسی سے اُنھون نے سماعہ سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ مین نے ان سے پوچھا کہ کسی آدمی کا گزر پانی پر ہوا اور اُسمین کوئی مردار جانور پڑا ہو جو سڑ گیا ہو۔ امام نے فرمایا کہ اگر اُسکی بو پانی کی بو پر غالب آگئی ہو تو اُس سے نہ وضو کرو نہ پیو۔ اور مجھے شیخ نے ابو القاسم یعنے جعفر بن محمد بن قولویہ سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے سعد بن عبد اللہ سے

[1] اس کا پتہ چلنا کہ کس حدیث مین مسائل مین شہر کے رواج کا لحاظ کیا گیا ہی اور کس مین نہین، سخت دشوار ہی۔ جیسا کہ آیندہ واضح ہوگا۔

[2] کثیر بحسب اصطلاح شیعہ اُس پانی کو کہتے ہین جس کی مقدار ایک کر یا ایک کر سے زائد ہو اس سے کم مقدار کے پانی کو قلیل کہتے ہین۔

رسائل ۸۶ مختصر و مفیدہ

مصنفہ حضرت مولٰنا السیّد محمد عین القضاۃ صاحب دام فیضہ

خیر النواہی عن ارتکاب الملاہی

یہ رسالہ مسئلہ غنا کے متعلق ہے ایک استفتی کا جواب ہے عبارت نہایت صاف و سلیس اُردو ہے حرمت غنا کو براہین قطعیہ سے ثابت کیا ہے اور آیۂ کریمہ لھو الحدیث میں اسکا داخل ہونا بالکل واضح کر دیا ہے قیمت ۱ر

محصول ڈاک و فیس وی پی ہر حال میں ذمہ خریدار ہوگا۔

الاغناء فی تحریم الغناء

یہ رسالہ بھی مسئلہ غناء کے متعلق ہے آیۂ کریمۂ قرآنیہ سے حرمت غناء کا قطعی ثبوت دیکھنے کے قابل ہے اصولیانہ طرز استدلال جو اس رسالہ میں ہے شاید اہل علم کے مزید لطف کا باعث ہو گا زبان اُردو قیمت ۱ر

یہ رسالے حضرت مولٰنا ممدوح کے ہیں جن متنازع فیہ اور معرکۃ الآرا مسائل کے متعلق ہیں جنکی بابت آجکل بہت شور ہے ان رسائل میں ان مسائل کا ایسا قطعی فیصلہ کر دیا گیا ہے اور ایسے دلائل شافیہ سے حق کی حقیقت اور باطل کا بطلان ظاہر کیا گیا ہے

التحقیق المجتبٰی فی غیب المصطفٰی

عربی زبان میں ایک استفتی کا جواب ہے مستفتی نے پوچھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عالم الغیب کہنا کسی طرح جائز ہے یا نہیں حضرت ممدوح نے دلائل شرعیہ سے اسکا عدم جواز ثابت فرمایا ہے قابل دید ہے قیمت ۱ر

ابراز المکنون فی مبحث العلم بما کان و ما یکون

اس رسالہ میں حضرت ممدوح نے محققانہ اور اصولیانہ طریقہ سے اس عقیدۂ فاسدہ کی تردید کی ہے کہ حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما یکون کا علم حاصل تھا مخالفین کے خیالات کا ابطال بینظیر ہے۔ زبان عربی قیمت ۲ر

گو چونکہ چھپائی گنجائش باقی نہیں ہے شائقین اکثر ان رسائل کی تلاش کرتے تھے اور ناکام رہتے تھے اس ناچیز نے کوشش کر کے ان سب رسائل کو چھپایا ہے اور قیمت بغرض تعمیم نفع بہت قلیل رکھی ہے جو صاحب یکمشت

البیان الصائب فی تفسیر علم الغائب

یہ رسالہ بھی مسئلہ علم غیب کے متعلق ہے علم غیب کے معنی کی تحقیق فی الواقع قابل دید ہے اس معنی کو دیکھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ علم غیب ذات پاک باری تعالٰی کے مختصات سے ہے۔ زبان عربی قیمت ۱ر

سب رسائل خرید فرمائیں گے اُن سے بجائے (۱۲؍) کے (۱۰؍) لیے جائیں گے۔

ازاحۃ العیب عن مبحث علم الغیب

یہ رسالہ مسئلہ علم غیب میں تمام رسائل سابقہ کے بعد حضرت ممدوح نے مکہ مکرمہ میں تحریر فرمایا اور علمائے حرمین شریفین نے اسکو بہت پسند کیا۔ اصل رسالہ عربی زبان میں ہے اُردو ترجمہ کے ساتھ چھپا ہے قیمت ۱ر

مشتہر حکیم سید حافظ احمد و سیّد خلیل احمد محلہ کٹرہ حیدر حسین خان، شہر لکھنؤ

تریاق سریع الاثر
سفوف سوزاک
روغن شفا
روغن طلا
سرمۂ عجیب
مانع نزول الماء و دافع سوزش
قیمت فی تولہ
حبوب طحال
ورم طحال کے دفع کرنے میں لاجواب اور اکسیر سے کم نہیں
حبوب بخار کہنہ
کیسا ہی کہنہ بخار ہو بفضل خدا بالکل
حبوب بواسیر
مجرب اور آزمودہ ہر قسم کی بواسیر کیلئے خواہ بادی ہو یا خونی مفید
حبوب باداد
یہ ہماری گولیاں نہایت مجرب ہیں
حبوب سعال بالرطوبت
یہ گولیاں تر کھانسی کے لئے بہت مفید ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ آٹھ آنہ
حبوب مقوی باہ
حبوب ممسک
روغن وجع مفاصل
قیمت پانچ تولہ
سرمۂ دافع دھند و غبار
بحکم خدا ہر قسم کے دھند و غبار کو چند ہی روز میں فائدہ دیتا ہے
قیمت فی تولہ
سفوف جریان
سرمۂ لاجواب
جالے اور پھلی کو دفع کرتا ہے آنکھ کی روشنی بڑھاتا ہے قیمت فی تولہ
سفوف دافع قبض
ہر قسم کے قبض کیلئے مجرب
سفوف ضیق النفس
حبوب آتشک
ایک ہفتہ کے استعمال سے کیسی ہی پرانی آتشک ہو جڑ سے جاتی رہتی ہے
ناس دردسر
کیسا ہی دردسر ہو خدا کے فضل سے ایک ہی دن میں فائدہ معلوم ہو جاتا ہے
قیمت فی تولہ
سفوف ہاضم طعام
سوا روپیہ
المشتہر حکیم سید حافظ احمد و سید خلیل احمد محلہ کٹڑہ حیدر حسین خان شہر۔ لکھنؤ

مضمون نگاری کے قواعد

ہی مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی
ہی بوجہ ان قواعد کی پابندی نہونیکے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج
ی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا۔ صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے۔

وہ قواعد یہ ہین

مون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اُس مبحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو۔
مضامین فرق مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق و الزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو۔ اور
م مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے۔ تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گا یون
جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا
سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔
ت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اُردو ہو عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو اُنکا ترجمہ بھی حاشیہ پر ہو
صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔
مون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی کسی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جا سکتے ہین
مون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ و معاوضہ کے آرزومند نہ ہون۔ ان اجرھم الا علی اللہ۔
صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو اُنکے نام النجم ہدیۃً
ی کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہو گی اُنکو بھی ملتی رہینگی۔
مون حسن افادہ کی اس حد مین آجائیگا جسکا اعلان پشت صفحہ ہذا پر ہی اُسکے لکھنے والے کو سر فروخت
ت کا خمس بذریعہ منی آرڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا۔
سی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا
ت نہ رکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا
بھیجدین۔
مون زیادہ از زائد ایک ماہ کے اندر ہی اندر اُسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جائیگا۔ اور اگر
عائق قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی۔

التماس ضروری

جسوقت سے النجم موجودہ پیمانہ پر آیا ہے تمام مضامین کی عمدگی کا
لحاظ پہلے سے بہت زیادہ کیا گیا ہے اور اسکے لیے غیر معمولی اہتمام ہوا ہی
لہذا جن ناظرین کو خدانے کچھ مقدرت دی ہو اور وہ اپنے بھائیون کو علمی و مذہبی
فوائد پہونچانا چاہین اُنکی خدمت مین گزارش ہے کہ جب کوئی مضمون النجم کا حسن و
خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے تو آپ
حضرات اس مضمون کی علٰحدہ کاپیان بصورت رسالہ کے دفتر النجم سے خرید کر مواقع ضرورت مین مفت تقسیم
کردین ایسے مضامین کی بابت اکثر و بیشتر خود ہی دفتر النجم سے ناظرین کی خدمت مین سفارش کردی
جایا کریگی ایسے مضامین کے رسالے (بہ نیت مذکور خریدنے والون کو) فی روپیہ ۶۴ جز کے حساب
سے دیے جایا کرینگے کم از کم عہ کے اور زیادہ سے زیادہ جسقدر مطلوب ہون خرید کیجیے اور اپنے
بھائیون مین تقسیم کردیجیے مگر جب ایسا ارادہ کسی مضمون کی نسبت ہو تو تاریخ اشاعت
سے دو ہفتہ کے اندر اندر جس قدر رسائل مطلوب ہون اُنکی قیمت
بذریعۂ منی آڈر بھیجکر دفتر سے طلب کر لینا چاہیے۔

الملتمس

منیجر دفتر النجم لکھنؤ یا ٹانالہ